هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

فاروق

تحریک جدید کا اخبار

قادیان

ایڈیٹر: میر قاسم علی احمدی

شرح چندہ پیشگی

مینیجر: رشید احمد خاں

تاریخہائے اشاعت: ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

جلد ۲۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۸ھ مطابق ۷ اگست ۱۹۳۹ء | نمبر ۲۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبہ جمعہ مورخہ ۷ جولائی ۱۹۳۹ء

جماعت احمدیہ میں نظامِ خلافت کی برکات

فرمودہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

میں پہلے تو اس امر پر افسوس کا اظہار کرتا ہوں۔ کہ ابھی اس مسجد کے بعض کونے

سائبانوں کے بغیر

نظر آرہے ہیں۔ اور وہاں بیٹھنے والوں کے لئے دھوپ سے بچنے کا کوئی انتظام نہیں۔ حالانکہ جب میں نے ادھر توجہ دلائی تھی۔ اس وقت سے لے کر اب تک کافی عرصہ گزر چکا ہے۔ اور اگر منتظمین چاہتے۔ تو وہ آسانی سے اس ضرورت کو درمیانی عرصہ میں پورا کر سکتے تھے۔ میرے پہلی بار توجہ دلانے پر چار پانچ ماہ کا عرصہ گزر چکا ہے۔ اور دوسری دفعہ کی توجہ پر بھی دو ماہ۔ بلکہ اس سے کچھ زائد ہی ہو گئے ہیں۔ اس وقت مجھے بظاہر دو نئے سائبان لگے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ یا ایک ہی سائبان ہے۔ جس کے دو حصے ہیں۔ مگر بہر حال وہ کافی نہیں۔ اور جب منتظمین اس کا انتظام کرنے لگے تھے۔ تو انہیں چاہیئے تھا۔ کہ مسجد کو ناپ لیتے۔ اور دیکھ لیتے۔ کہ سائبان سے ساری جگہ ڈھک جائے گی۔ یا نہیں۔

اس کے بعد میں جماعت کے دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ کہ اس وقت

دنیا میں ایک عملی تغیر

پیدا ہو رہا ہے۔ پہلے انفرادی طور پر آگے بڑھنے کی کوشش کی جاتی تھی۔ مگر اب قومی طور پر

جماعتوں کی اصلاح

کی طرف توجہ کی جاتی ہے۔ سب سے پہلے یہ آواز دنیوی اقوام میں ۱۹۱۷ء میں

لینن

نے اٹھائی ہے۔ اس کے بعد اسکی نقل ترکی میں

مصطفٰے کمال پاشا

نے کی۔ پھر اٹلی میں انقلاب پیدا ہؤا۔ اور

مسولینی

نے اسی رنگ کا نظام اپنے ملک میں جاری کیا۔ اور اس کے بعد جرمنی میں

ہٹلر

کے ذریعہ یہ نظام قائم ہؤا۔ اس تغیر اور اس انقلاب میں ہمیں دو قسم کی متضاد تحریکیں نظر آتی ہیں۔ اور گو طریق عمل ایک ہی ہے۔ لیکن تحریکیں متضاد ہیں۔ روس کی تحریک بالکل اور رنگ کی ہے۔ لیکن یہ قاعدہ دونوں کے اندر کام کرتا نظر آتا ہے۔ کہ ایک

بالا نظام جو کچھ فیصلہ کرے

افراد کو اس فیصلہ کی پابندی کرنی چاہیئے۔ اس طرز سے ان ملکوں میں جو تغیر پیدا ہؤا۔ اور ان کی طاقت اور قوت میں جو اضافہ ہؤا۔ وہ عیاں اور بالکل ظاہر ہے۔ جسے ہر شخص دیکھ سکتا ہے۔

روس ایک ایسا ملک تھا

جس میں تعلیم بالکل ہی نہیں تھی۔ اور ایک مطلق العنان حکومت اس جگہ قائم تھی۔ لیکن اس نظام کے ماتحت وہاں تعلیم اتنی عام ہو گئی ہے۔ کہ اب قریبًا قریبًا ناخواندہ لوگ وہاں نظر آنے مشکل ہو گئے ہیں۔ اور وہی روس جو ایک زمانہ میں بلحاظ نظام نہایت کمزور اور بودہ سمجھا جاتا تھا۔ آج اسکی قوت سے بڑی بڑی حکومتیں مرعوب ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ روس پہلے بھی ایک بہت بڑی طاقت تھی۔ کیونکہ یہ ملک بہت بڑا ہے۔ اس میں آبادی بہت زیادہ ہے۔ اور اس میں بسنے والی جنگی قومیں ہیں۔ اسی وجہ سے ہر قوم کی یہ خواہش ہؤا کرتی تھی۔ کہ وہ روس سے دوستانہ تعلقات پیدا کرے۔ مگر ان میں

نظام بالکل نہیں تھا

چنانچہ گذشتہ جنگ عظیم میں روسیوں کی دو دو تین تین لاکھ فوج کا بعض دفعہ جرمنی کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پچاس ساٹھ ہزار سپاہیوں نے مقابلہ کیا ہے اور انہوں نے اپنے توپ خانہ کی کثرت کی وجہ سے روسیوں کو بھاگ جانے پر مجبور کیا ہے۔ چنانچہ مجھے یاد ہے۔ جب جنگ عظیم شروع ہوئی۔ اور انگلستان اور روس کی حکومتیں بھی فرانس کے ساتھ شامل ہو گئیں۔ تو سول اینڈ ملٹری گزٹ اور دوسرے انگریزی اخبارات میں بڑے بڑے موٹے حروف میں لکھا ہوتا تھا۔ کہ Russian Steam roller Coming یعنی روس کا سڑکوں کو کوٹنے والا انجن آرہا ہے۔ گویا انہیں روسیوں کی فوج کی کثرت اور سپاہیوں کی بہادری پر اس قدر اعتماد تھا۔ کہ وہ سمجھتے تھے۔ جس طرح سڑک کو کوٹنے والے انجن کے سامنے پتھر روڑا نہیں ٹھہرتا۔ اور پس جاتا ہے۔ اسی طرح جرمن فوجوں کو روسی فوجیں دباتی چلی جائیں گی۔ یہ ہیڈنگ برابر کئی دنوں تک اخبارات میں چھپتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ سٹیم رولر جرمن کی سرحد پر پہنچ گیا۔ اور وہاں دس پندرہ لاکھ روسی فوج کا اجتماع ہوگیا۔ اس کے بعد یہ خبریں آنی شروع ہوئیں۔ کہ روسی فوجیں جرمن کی حدود میں داخل ہو گئی ہیں۔ اور انہوں نے جرمن فوجوں کو بُری طرح پسپا کرنا شروع کر دیا ہے۔ چنانچہ اخبارات نے بھی اپنے عنوان میں تبدیلی کر دی۔ اور انہوں نے بجائے یہ لکھنے کے کہ Rassian Steam roller coming یہ لکھنا شروع کر دیا۔ کہ Rassian Steam roller Advancing یعنی

روس کا سڑک کوٹنے والا انجن

آگے بڑھ رہا ہے۔ چنانچہ روزانہ اس قسم کی خبریں آنی شروع ہو گئیں۔ کہ آج روسی فوجیں اتنے میل آگے بڑھ گئی ہیں۔ آج اتنے میل آگے بڑھ گئی ہیں۔ اور آخر یہ خبریں شائع ہونے لگیں۔ کہ اب وہ عنقریب برلن میں داخل ہو جائیں گی۔ اس وقت یہ حالات دیکھ کر لوگوں میں بحث شروع ہو گئی تھی۔ کہ انگلستان اور فرانس کی فوجیں پہلے برلن میں داخل ہونگی یا روس کی۔ اور قیاس یہ کیا جاتا تھا۔ کہ روس کی فوجیں برلن میں پہلے داخل ہوں گی۔ مگر ایک دن معاً خبر آئی۔ کہ روس کی دس پندرہ لاکھ فوج جو آگے بڑھ رہی تھی۔ اس میں سے لاکھوں زخمی ہو گئے ہیں۔ لاکھوں ہلاک ہو گئے ہیں۔ اور باقی تمام تتر بتر ہو کر ملک میں اِدھر اُدھر دوڑے پھرتے ہیں۔ اور انہیں کوئی جائے پناہ نظر نہیں آتی۔ گویا

روسیوں کی تمام فوج ہباءً ہو کر رہ گئی

اور ذرات بن کر میدانِ جنگ سے اُڑ گئی۔ اس وقت لوگوں کو معلوم ہوا۔ کہ جرمن والوں کا یہ ایک منصوبہ تھا۔ جس سے کام لے کر انہوں نے روسیوں کو شکست دی۔ وہ جانتے تھے۔ کہ ہمارے توپ خانہ کے مقابلہ میں روسی کچھ کر نہیں سکتے۔ مگر وہ یہ بھی جانتے تھے۔ کہ ان کے ملک میں جا کر اگر ہم لڑے۔ تو ہماری لڑائی آدمیوں سے نہیں بلکہ قلعوں سے ہوگی۔ کیونکہ جب ہم نے توپخانہ کا منہ کھولا۔ تو یہ دوڑ کر قلعوں میں پناہ گزیں ہو جائیں گے۔ اور قلعے چونکہ توپوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اس لئے ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ پس انہوں نے یہ ہوشیاری کی۔ کہ وہ بظاہر شکست کھاتے ہوئے واپس لوٹے۔ اور روسیوں کو اس علاقہ میں لے آئے۔ جس میں دلدلیں ہی دلدلیں تھیں۔ جب دلدلیں عبور کر کے وہ اپنے علاقہ میں پہنچ گئے۔ اور روسی فوجیں بھی ان کے تعاقب میں آگئیں۔ تو انہوں نے اپنے توپخانہ کا منہ کھول دیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ روسیوں نے بے تحاشا بھاگنا شروع کر دیا۔ اور کئی تو دلدلوں میں پھنس کر ہلاک ہو گئے۔ کئی گولہ و بارود سے ہلاک ہوئے۔ اور کئی سخت مجروح ہو کر ناکارہ ہو گئے۔ اور چونکہ انہیں درمیان میں کسی جگہ بھی اپنی فوج کی تنظیم کا موقعہ نہیں ملا تھا۔ اس لئے فوج میں بدنظمی پیدا ہو گئی۔ اور ابتری کی حالت میں نہ وہ جرمن والوں کا مقابلہ کر سکے۔ اور نہ اپنی جانوں کو بچا سکے۔ اس دن مغربی حکومتوں کو پہلی دفعہ یہ معلوم ہوا۔ کہ

روس کا سٹیم رولر محض انسانوں کے گوشت کا ایک ٹیکرہ

تھا۔ اس سے زیادہ اسکی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ اور نہ کوئی سامان اس کے پاس موجود تھا۔ چنانچہ سب سے پہلے روس کو شکست ہوئی۔ حالانکہ روس کا ملک اتنا وسیع ہے۔ کہ مورخین لکھتے ہیں۔ جو قوم روس پر حملہ کرتی ہے۔ وہ ضرور تباہ ہو کر رہتی ہے۔ چنانچہ جب روس میں بالشوزم کی تحریک اٹھی۔ اس وقت انگریزوں اور فرانسیسیوں اور یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ والوں نے وہاں بغاوتیں کرائیں۔ فوجیں بھیجیں۔ روپیہ بھیجا۔ سامان بھیجا۔ اور ہر لحاظ سے لوگوں کی مدد کی۔ مگر روس کی اس گری ہوئی حالت کے باوجود وہ فوجیں سو سو دو دو سو میل بڑھ کر تھک کر واپس آگئیں۔ مگر کسی کو یہ ہمت نہ ہوئی۔ کہ وہ ایک دن بھی ملک میں حکومت کر سکے۔ نپولین جو فرانس کا بادشاہ تھا۔ اسکی طاقت ٹوٹنے کی بھی یہی وجہ تھی۔ کہ وہ روس کے اندر گھس گیا۔ مگر یہ ملک اتنا وسیع تھا۔ کہ وہ اپنی تمام طاقت اس میں ضائع کر بیٹھا۔ تو

گذشتہ جنگ عظیم میں روس نہایت ادنےٰ حالت میں

تھا۔ نہ اسکی فوجیں اچھی تھیں۔ نہ اس کے جرنیل اچھے تھے۔ نہ اس کے پاس اچھا توپخانہ تھا۔ اور نہ سامانِ جنگ بافراط اس کے پاس موجود تھا۔ مگر اس تنظیم کے ماتحت جو لینن نے شروع کی۔ ان میں ایسا تغیر پیدا ہوا۔ کہ آج جنگی سامانوں میں سب سے زیادہ اہمیت ہوائی جہازوں کو دی جاتی ہے۔ اور یہ تسلیم شدہ امر ہے۔ کہ سب سے زیادہ ہوائی جہاز آج کل روس کے پاس ہی موجود ہیں۔ اب یا تو وہ زمانہ تھا۔ کہ روس کے پاس ہوائی جہاز تو کیا توپیں بھی بہت کم تھیں۔ اور جو تھیں۔ وہ بہت ردی اور ناقص۔ مگر آج

روسیوں کے جنگی ہوائی جہاز

تعداد میں دنیا کی تمام حکومتوں کے ہوائی جہازوں سے زیادہ ہیں۔ اور دوسرا سامان بھی ان کے پاس نہایت اعلےٰ درجہ کا ہے۔

تھوڑے ہی دن ہوئے۔ میں نے ایک لسٹ دیکھی۔ جس میں یہ ذکر تھا۔ کہ مختلف ممالک کے پاس کیا کیا جنگی سامان ہے۔ اس لسٹ کے دیکھنے سے مجھے معلوم ہوا۔ کہ روس کے پاس اس وقت دس ہزار ہوائی جنگی جہاز ہیں۔ جرمنی کے پاس سات ہزار ہیں۔ انگلستان کے پاس چھ ہزار ہیں۔ فرانس کے پاس ساڑھے پانچ ہزار ہیں۔ اور اٹلی کے پاس پانچ ہزار۔ گویا اٹلی سے روس کی دوگنی طاقت ہے۔ اور انگلستان سے ڈیوڑھے ہوائی جہاز اس کے پاس موجود ہیں۔ حالانکہ ابھی اس نظام کو قائم ہوئے بہت قلیل عرصہ ہوا ہے۔ مگر ان کی

ترقی کی سب سے بڑی وجہ

یہی ہے۔ کہ ان میں ایک عام حکم جاری کیا جاتا ہے۔ اور ساری قوم بلاچون وچرا اس کے پیچھے چل پڑتی ہے۔

ٹرکی کی اصلاح بھی اسی وجہ سے ہوئی ہے۔ بلکہ اس لحاظ سے۔ کہ ٹرکی ایک چھوٹا سا ملک تھا۔ جس کی اخلاقی حالت بھی سخت گری ہوئی تھی۔ اور چاروں طرف سے دشمنوں نے اسے رگیدا ہوا تھا۔

ٹرکی کی ترقی روس سے بھی زیادہ عظیم الشان ہے

ٹرکی ایک مردہ قوم تھی۔ جو محض اس نظام کی وجہ سے یکدم ترقی کر کے کہیں کی کہیں پہنچ گئی۔ چنانچہ کجا تو یہ حالت تھی۔ کہ فرانس اور انگلستان والوں نے یہ فیصلہ کیا تھا۔ کہ ہماری فوجیں قسطنطنیہ میں رہیں گی۔ اور ہماری اجازت کے بغیر تمہارا بادشاہ کوئی حکم نافذ نہیں کر سکیگا۔ جو حکم بھی تم دینا چاہو گے۔ تمہارے لئے ضروری ہوگا۔ کہ تم پہلے اسے ہمارے سامنے پیش کرو۔ اور ہماری منظوری کے بعد اسے نافذ کرو۔ اور کجا یہ حالت ہے۔ کہ آج

فرانس اور انگلستان کے سفیر

ٹرکی کی منتیں کرتے ہیں۔ کہ تم ہمارے سمجھوتہ میں شامل ہو جاؤ۔ اور ٹرکی کہتا ہے۔ کہ ہم اس وقت تک اس معاہدہ میں شامل نہیں ہو سکتے۔ جب تک ہمیں فلاں علاقہ واپس نہ دیا جائے۔ جو

غاصبانہ طور پر

ہم سے لے لیا گیا تھا۔ اور انگلستان والے فرانس پر زور دیتے ہیں۔ کہ یہ علاقہ ٹرکی کو ضرور واپس دے دو۔ اور اسے اس معاہدہ میں شامل ہونے دو۔ کیونکہ ٹرکی کے بغیر

جرمنی اور اٹلی سے لڑائی

کرنا ہمارے لئے سخت مشکل ہے۔ اور فرانس اس بات پر مجبور ہو جاتا ہے۔ کہ اسے وہ علاقہ واپس دے دے۔

گویا وہ ملک جس کے بادشاہ کو بھی کسی زمانہ میں یہ اختیار نہیں تھا۔ کہ وہ فرانسیسی اور انگریز سفیروں سے مشورہ لئے اور ان کی منظوری حاصل کئے بغیر کوئی حکم دے سکے۔ آج وہ

فرانس اور انگلستان کی برابری

کا ہی دعوےٰ نہیں کرتا۔ بلکہ جب اسے سمجھوتہ میں شریک ہونے کے لئے کہا جاتا ہے۔ تو وہ کہتا ہے۔ پہلے ہمارا فلاں علاقہ واپس دے دو۔ پھر کوئی اور بات ہوگی۔ اور فرانس اس بات پر مجبور ہو جاتا ہے۔ کہ وہ علاقہ اسے واپس کرے۔ مگر یہ اسی نظام کا اثر ہے۔ جو مصطفےٰ کمال پاشا نے ان میں جاری کیا۔ اس کے بعد

اٹلی کی باری آئی

یہ بھی گرا ہوا ملک تھا۔ اور روس کی طرح ہی اس کا حال تھا۔ پرانی شان و شوکت کے اثر کے ماتحت وہ ایک بڑی طاقت سمجھا جاتا تھا۔ مگر حقیقی طاقت اس میں مفقود تھی۔ نہ اس میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعلیم تھی۔ نہ اس میں نظام تھا۔ نہ اس کے پاس روپیہ تھا۔ اور نہ کوئی تجارت اس کے پاس تھی۔ مگر اب یہ ملک اتنا ترقی کر گیا ہے کہ کئی تجارتی منڈیاں اٹلی والوں کے قبضہ میں ہیں۔ اور تجارت کے کئی میدانوں میں وہ انگریزوں کو شکست دے چکے ہیں۔ ان کے سمندری جہاز انگریزی جہازوں سے بدرجہا بہتر ہوتے ہیں۔ ان میں کھانا زیادہ اچھا ملتا ہے۔ اور ان میں آرام و آسائش کا بھی زیادہ خیال رکھا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ کئی انگریز افسر جب سرکاری کرائے پر ادھر اُدھر جاتے ہیں۔ تو اٹلی کے جہازوں میں جاتے ہیں۔ پارلیمنٹ میں اس کے متعلق کئی دفعہ سوال بھی ہوئے اور دریافت کیا گیا۔ کہ ایسے افسروں کو روکا کیوں نہیں جاتا۔ مگر حکومت کی طرف سے یہی کہا جاتا ہے۔ کہ ہمارا کام صرف کرایہ دینا ہے۔ ہم یہ پابندی عائد نہیں کر سکتے۔ کہ وہ فلاں جہازوں میں سوار ہُوا کریں۔ اور فلاں میں نہ ہُوا کریں۔ اسکی وجہ جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ یہی ہے۔ کہ ان جہازوں میں مسافروں کو آرام زیادہ ملتا ہے۔ اس کے بعد

جرمن میں تغیّر

پیدا ہُوا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ جرمنی کے حالات مختلف تھے۔ روسی اور ترکی اور اطالوی مردہ قومیں تھیں۔ جو زندہ ہوئیں۔ مگر جرمن مُردہ نہیں تھا۔ جرمن زندہ تھا۔ اس میں علم بھی تھا۔ اس میں سائنس بھی تھی۔ اور وہ قریب زمانہ میں دنیا کی بڑی سے بڑی طاقتوں میں شامل رہ چکا تھا۔ صرف عارضی طور پر وہ دبا دیا گیا تھا۔ پس ہٹلر کا کام اتنا شاندار نہیں۔ جتنا لینن یا مسولینی یا مصطفٰے کمال پاشا کا۔ لیکن بہرحال اس نے اپنے ملک کو غلامی سے نکالا۔ اور اسے عزت و رفعت کے مینار پر کھڑا کر دیا۔ مگر جس نظام کے متعلق آج دنیا کہتی ہے۔ کہ یہ نیا نظام ہے تم سوچو اور غور کرو۔ کہ کیا یہ نیا نظام ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ

یہ نیا نظام نہیں

بلکہ یہ وہی نظام ہے۔ جسے اسلام نے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے خلافت کی شکل میں دنیا میں قائم کیا۔ تم میں سے کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ آج یورپ میں چونکہ یہ ایک نظام قائم ہو چکا ہے۔ اور اس کے فوائد بھی ظاہر ہو چکے ہیں۔ اس لئے اس کو دیکھ کر آپ نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے۔ مگر میں بتاتا ہوں۔ کہ یہ صحیح نہیں۔ تم ۱۹۱۴ء کا میرا وہ لیکچر نکال کر دیکھ لو۔ جو "برکات خلافت" کے نام سے چھپا ہُوا موجود ہے۔ اس میں

مَیں نے وہی نظام پیش کیا

ہے۔ جسکی آج یورپین حکومتیں تقلید کر رہی ہیں۔ ۱۹۱۴ء میں تو نہ لینن تھا۔ نہ مسولینی نہ مصطفٰے کمال پاشا تھا۔ نہ ہٹلر۔ اس وقت میں نے یہ نظام لوگوں کے سامنے رکھا۔ اور انہیں بتایا۔ کہ قومی ترقی انہی اصول پر ہو سکتی ہے۔ پیغامی ہمیشہ میری اس تقریر اور اسی قسم کی اور تقریروں پر اعتراض کرتے رہتے ہیں۔ اور کہا کرتے ہیں۔ دیکھو یہ شخص خود رائی کی حکومت قائم کرنا چاہتا ہے۔ حالانکہ اسلام نے جو طریق بتایا ہے۔ وہ اس

ڈکٹیٹرشپ سے ہزاروں درجے بڑھ کر ہے

جو یورپین ممالک میں قائم ہے۔ بے شک ان دونوں میں ایک مشابہت بھی ہے۔ اور وہ یہ کہ جس طرح لوگ ڈکٹیٹروں کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتے ہیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ خلفاء کی اطاعت اور فرمانبرداری کی تلقین کرتا ہے۔ مگر اس کے مقابلہ میں ایک بہت بڑا فرق بھی ہے۔ اور وہ یہ کہ ڈکٹیٹر خود قانون ساز ہوتا ہے۔ مگر خلیفہ قانون ساز نہیں۔ بلکہ ایک اور

قانون کے تابع

ہوتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوتا ہے۔ ہٹلر قانون ساز ہے۔ لینن قانون ساز ہے۔ مسولینی قانون ساز ہے۔ لیکن اسلامی خلیفہ نظام اور قانون کا اسی طرح پابند ہے جس طرح جماعت کا ایک عام فرد۔ وہ قانون ساز نہیں۔ بلکہ خدائی قانون کا تابع ہوتا ہے۔ اور اسی قانون کو وہ لوگوں سے منواتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ خلافت کی وجہ سے لوگوں پر وہ ظلم نہیں ہوتا۔ جو ان ملکوں میں ہو رہا ہے۔ اور اسکی وجہ یہی ہے۔ کہ یہاں ایک مکمل قانون قرآن کریم کی شکل میں موجود ہے۔ جس پر عمل کرنا اور دوسروں سے عمل کرانا خلفاء کا کام ہے۔ لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ ہماری جماعت میں ابھی تک

احکام خلافت کی پابندی

کی وہ روح پیدا نہیں ہوئی۔ جو اسلام لوگوں کے دلوں میں پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اور نہ اس نظام کی قدر و قیمت کو اس نے پوری طرح محسوس کیا ہے۔ مجھے حیرت ہوئی۔ جب میں نے اپنی جماعت کے ایک اخبار میں

غیر مبایعین کے ایک انگریزی اخبار کا ایک نوٹ

پڑھا۔ جس میں وہ ہٹلر کی کتاب "میری جدوجہد" کے بعض اقتباسات درج کرنے کے بعد لکھتا ہے۔ کہ مسلمانوں کو اپنی توجہ اس نئے سوشل فلسفہ کی طرف مبذول کرنی چاہیئے۔ کیونکہ بظاہر یہ ان خیالات کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ جو اسلامی جمہوریت کے متعلق قبول کئے جا چکے ہیں۔ لیکن اس تجربہ کے بعد جو جرمنی نے کیا۔ اور اس تجربہ کے بعد جو یورپ کے بعض اور ممالک میں کیا گیا۔ یہ امر اس قابل ہو جاتا ہے۔ کہ ہم دوبارہ تمام سوال پر غور کریں اور دیکھیں۔ کہ اسلامی نقطۂ نگاہ کیا ہے؟

گویا غیر مبایعین کے دلوں میں بھی اب یہ احساس پیدا ہونے لگا ہے۔ کہ آج سے پچیس سال پہلے جو تعلیم ہماری جماعت کی طرف سے پیش کی گئی تھی۔ کہیں وہی تو درست نہیں۔ اور کہیں ایسا تو نہیں۔ کہ وہ غلطی پر ہوں۔ اور اسلامی نظام کے سمجھنے میں انہوں نے ٹھوکر کھائی ہو۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ اب غیر مبایعین کے دل بھی اس نظام کی خوبی کو تسلیم کرنے لگ گئے ہیں۔ اور ان پر بھی یہ امر آشکارا ہو گیا ہے۔ کہ

صحیح نظام وہی ہے جو خلافت کے ماتحت ہو

مگر مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ جہاں اور لوگ اس طریق کی عمدگی اور خوبی کو تسلیم کرنے لگ گئے ہیں۔ وہاں اپنی جماعت کے بعض افراد اسکی قدر کو نہیں پہچانتے۔ اس وقت ہماری جماعت میں بہت سے لوگ ایسے داخل ہیں۔ جو خیال کرتے ہیں۔ کہ صرف

نام کی احمدیت

ان کے لئے کافی ہو جانی چاہیئے۔ ایسے آدمیوں سے خواہ ان کی تعداد کس قدر زیادہ کیوں نہ ہو۔ جماعت کو ہرگز کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ جہاں ان لوگوں کے دماغ میں یہ غلط خیال سمایا ہُوا ہے۔ کہ وہ محض احمدی کہلا کر احمدیت کی تقویت کا موجب بن سکتے ہیں وہاں جماعت کے کارکنوں کو بھی یہ خیال اپنے دل سے نکال دینا چاہیئے۔ کہ ان لوگوں کو جماعت سے علیحدہ کر دینا جماعت کے لئے نقصان کا موجب ہوگا۔ یقیناً ان لوگوں کا جماعت سے نکالنا جماعت کے لئے نقصان دہ نہیں۔ بلکہ مفید ہے۔ اور جماعت اسی وقت ترقی کر سکتی ہے۔ جب اس قسم کے لوگ اس کے اندر موجود نہ ہوں۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ

جب تک ایک فعال جماعت نہ ہو۔

اس وقت تک دنیا میں کوئی تغیر پیدا نہیں ہو سکتا۔ اگر ایک طرف ایک ہزار کام کرنے والے لوگ ہوں۔ اور دوسری طرف ایک لاکھ ایسے لوگ موجود ہوں۔ جو نکمے اور ناکارہ ہوں۔ تو یقیناً ان ایک لاکھ نکموں سے ایک ہزار کام کرنے والا زیادہ مفید ہوگا۔ بلکہ ایک طرف اگر ایک ہزار ہوں۔ اور دوسری طرف ننانوے ہزار نکمے۔ اور ایکہزار کام کرنے والے ہوں۔ یا دو ہزار ایک طرف ہوں۔ اور دوسری طرف بھی دو ہزار ہوں۔ مگر ان کے ساتھ پانچ دس ہزار نکمے لوگ بھی ہوں۔ تو باوجود اس کے کہ کثرت تعداد دوسری طرف ہوگی۔ جیتیں گے وہی جو گو کم ہوں گے مگر

سب کے سب کام کرنے والے

ہوں گے۔ کیونکہ گو وہ تھوڑے ہوں گے۔ مگر ان کے گلے میں کوئی ایسے پتھر نہیں ہونگے۔ جو ان کو بڑھنے سے روک لیں۔ مگر دوسری طرف گو کام کرنے والوں کی تعداد اتنی ہی ہوگی۔ مگر چونکہ ان کے گلے میں بعض ایسے پتھر بھی ہوں گے۔ جو انہیں نیچے کی طرف جھکا رہے ہوں گے۔ اسلئے باوجود زیادہ ہونے کے وہ شکست کھائیں گے۔ اور بدعمل لوگوں کا بار انہیں کامیاب نہیں ہونے دے گا۔ پس جب تک جماعت اس نکتہ کو نہیں سمجھتی۔ اور اس کے اندر یہ بیداری پیدا نہیں ہوتی۔ کہ جو لوگ فعال نہیں۔ جو کام کرنے والے نہیں۔ جو قربانی کرنے والے نہیں۔ جو دین کے لئے تکالیف اور مصائب برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ وہ

ہرگز اس قابل نہیں۔ کہ جماعت میں رہیں

اس وقت تک وہ ہرگز ان عظیم الشان کامیابیوں کو نہیں دیکھ سکتی۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے لئے مقدر ہیں۔ اور جو مل کر تو رہیں گی۔ مگر ممکن ہے۔ ہماری غفلت کی وجہ سے کچھ سال پیچھے جا کر ملیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ کیا ہُوا ہے۔ کہ ہماری جماعت ترقی کرے گی۔ مگر یہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وعدہ جماعت کے متعلق ہے۔ یہ نہیں کہا۔ کہ میں بھی ترقی کروں گا۔ یا تم بھی ترقی کروگے میں نے یہاں "میں" کے لفظ کا ذکر لبطور مثال کیا ہے۔ ورنہ میرے ساتھ

خدا تعالے کے ذاتی وعدے

بھی ہیں۔ پس میں نے جو "میں" کا لفظ استعمال کیا ہے۔ یہ صرف مثال کے طور پر کیا ہے۔ اور میرا منشا اس سے یہ ہے۔ کہ اس میں زید یا بکر کے متعلق کوئی وعدہ نہیں۔ بلکہ اصل وعدہ یہ ہے۔ کہ جماعت احمدیہ ترقی کرے گی۔ تم جانتے ہو۔ کہ

کتنے ہی لوگ ہیں جنہوں نے سر نکالا

اور جماعت میں انہوں نے بغاوت کی۔ پھر تم یہ بھی جانتے ہو۔ کہ کس کس طرح تم ان فتنوں کو دیکھ کر کانپ اٹھتے تھے۔ اور کس کس طرح رقعوں پر رقعے لکھ کر مجھے پریشان کرتے تھے۔ کہ ان لوگوں سے نرمی اور رعایت کی جائے۔ ورنہ فساد بڑھ جائے گا۔ مگر تباؤ۔ پھر وہ لوگ کہاں گئے! ابھی دو سال کا عرصہ نہیں ہوا۔ تم میں سے ہر شخص اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر تبائے! کہ کیا اس وقت

مصریوں کی شکل میں ایک بہت بڑی مصیبت

تمہارے سامنے نہیں آئی تھی۔ تم کس طرح اس مصیبت کو دیکھ کر گھبرا اٹھے تھے۔ مگر آج باوجود اس بات کے کہ وہ تمہارے پہلو میں رہتے ہیں۔ تمہیں کوئی پریشانی نہیں۔ تمہیں کوئی تکلیف اور بے چینی نہیں۔ بلکہ آج تو تمہیں ان کی اتنی بھی پروا نہیں۔ جتنی سوکھے ہوئے پتے کی ہوتی ہے۔ اور جو راہ چلتے ہوئے پاؤں کے نیچے آجاتا ہے۔ مگر مجھے تعجب ہے۔ بعض لوگ آجکل بھی مجھے اس قسم کے خط لکھتے رہتے ہیں۔ کہ مصری صاحب نے

مصلح موعود کی پیشگوئی کے متعلق ایک کتاب

لکھی ہے۔ اور جماعت کے لوگ اس کتاب کو پڑھتے ہیں۔ انہیں اس کتاب کے پڑھنے سے روکا جائے۔ حالانکہ یہ بے وقوفی کی بات ہے۔ مجھے مصری صاحب سے جو اختلاف تھا۔ وہ یہ تھا۔ کہ وہ گالیاں دیتے تھے۔ اشتعال انگیز الفاظ استعمال کرتے تھے۔ اور لڑائی جھگڑا پیدا کرنے کے ذرائع ڈھونڈتے تھے۔ اور یہ بات ایسی ہے۔ جسے کوئی شریف انسان برداشت نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر ان کا اختلاف اسی حد تک رہے۔ کہ وہ اپنی باتیں سنائیں۔ اور ان کے دلائل پیش کریں۔ تو وہ دلائل اگر صحیح ہوں گے۔ تو نہ صرف میں ان کو تسلیم کروں گا۔ بلکہ میں جماعت کے دوستوں سے بھی کہوں گا۔ کہ وہ ان کی باتوں کو مان لیں۔ اور اگر وہ دلائل غلط ہیں۔ تو ان کا سلسلہ پر اثر ہی کیا ہو سکتا ہے۔

بہر حال کسی کتاب کے پڑھنے سے دوسرے کو روکنا اتنی بڑی نادانی ہے۔ کہ اس سے

بڑی نادانی اور کوئی نہیں ہو سکتی

اگر مصری صاحب نے کوئی سچائی پیش کی ہے۔ تو اسکو ماننا تمہارا بھی فرض ہے۔ اور میرا بھی۔ اور اگر وہ جھوٹ ہے۔ تو اس کا رد کرنے کی مجھے کیا ضرورت ہے؟ یا مجھے کیا پڑی ہے۔ کہ میں اس کے پڑھنے سے لوگوں کو روکوں۔ آخر یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ سچائی میرے پاس ہو۔ اور دلائل دوسرے کے پاس ہوں۔ اور اگر ایسا ہی ہو۔ تو اللہ تو پر یہ

شدید ترین الزام

عائد ہوتا ہے۔ کہ وہ سچائی کے لئے دلائل مہیا نہیں کرتا۔

پس اگر مصری صاحب نے جو باتیں پیش کی ہیں۔ وہ سچی ہیں۔ تو پھر ان کے پڑھنے سے لوگوں کو روکنا بہت بڑا گناہ ہے۔ اور اگر ہم روکیں۔ تو قیامت کے دن یقیناً ہم ایسی حالت میں اٹھائے جائیں گے۔ کہ ہمارا منہ کالا ہوگا۔ اور خدا کے حضور ہم لعنتی قرار پائیں گے۔ لیکن اگر وہ جھوٹ ہے۔ تو پھر

مٹی کے شیر سے ڈرنے کی کیا وجہ

ہو سکتی ہے۔ بھلا اس سے بھی زیادہ کوئی بزدل ہو سکتا ہے۔ جس کے کمرہ میں مٹی کا شیر پڑا ہوا ہو۔ اور وہ اسے دیکھتے ہی باہر نکل جائے۔ اور دوسروں کو بھی نکال دے۔ اور کہے کہ جلدی چلو۔ یہاں کمرے میں ایک شیر ہے۔ کہیں وہ پھاڑ نہ ڈالے۔ پس جبکہ میرے نزدیک اسکی حیثیت ایک مٹی کے

بے جان بت

سے زیادہ نہیں۔ تو میں لوگوں کو اس سے روک کر بے وقوف کیوں بنوں۔ میرے نزدیک تو ان کے دلائل اپنے اندر کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ محض ان کی بناوٹ اور لسانی ہے۔ بلکہ میں تو اس کتاب کو اس قابل بھی نہیں سمجھتا۔ کہ خود اس کا جواب دوں۔ بالخصوص اس لئے کہ یہ مضمون ایسا ہے۔ جس کے متعلق میں اب تک خاموش رہا ہوں۔ ہاں جماعت کے بعض اور دوست جو اس معاملہ میں جوش رکھتے ہیں۔ وہ اگر چاہیں۔ تو جواب دے سکتے ہیں۔ مجھے ضرورت نہیں کہ میں اس کا جواب دوں۔ باقی

اس پیشگوئی کے متعلق میرا نظریہ

یہ ہے۔ کہ یہ پیشگوئی کسی مامور کے متعلق نہیں۔ بلکہ غیر مامور کے متعلق ہے۔ اور جب یہ پیشگوئی مامور کے متعلق نہیں۔ تو ایک غیر مامور کو بولنے اور دعوے کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ دعوے ہمیشہ وہاں کیا جاتا ہے۔ جہاں پیشگوئی مامور کے متعلق ہو۔ مگر جب غیر مامور کے متعلق ہو۔ تو اس کے متعلق

دعوے کرنا ضروری نہیں ہوتا

میں نے کئی دفعہ تبایا ہے۔ کہ اسکی ایسی ہی مثال ہے۔ جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ریل کے متعلق پیشگوئی کی۔ اب کیا یہ ضروری ہے۔ کہ ریل خود بول کر کہے۔ کہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی کی مصداق ہوں۔ ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ اس بارے میں ریل کا بولنا ضروری نہیں۔ بلکہ ریل اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی میں آگئی۔ تو اس پیشگوئی کی صداقت کے لئے ریل کا وجود ہی کافی دلیل ہے۔ کسی دعوے کی اس میں ضرورت نہیں۔ اسی طرح اور کئی ایسی پیشگوئیاں ہوتی ہیں۔ جو باوجود اس کے کہ واقعی طور پر بعض لوگوں پر چسپاں ہوتی ہیں۔ مگر اس بارے میں ان کو دعویٰ کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بے شک کئی پیشگوئیاں ایسی بھی ہوتی ہیں۔ جن میں دعوے کرنا ضروری ہوتا ہے۔ مگر وہ پیشگوئیاں بھی ہوتی ہیں۔ جن کے لئے کسی دعوے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اور میرے نزدیک مصلح موعود کی پیشگوئی چونکہ مامور کے متعلق نہیں۔ بلکہ غیر مامور کے متعلق ہے۔ اسلئے وہ ان پیشگوئیوں میں داخل ہی نہیں۔ جن میں کسی دعوے کی ضرورت ہو۔ میرا یہ مطلب نہیں۔ کہ یہ پیشگوئی مجھ پر چسپاں نہیں ہوتی۔ بلکہ مطلب یہ ہے۔ کہ جب کوئی پیشگوئی کسی مامور کے متعلق نہ ہو۔ تو اس میں دعوے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ہر شخص علامات کو دیکھ کر خود بخود اندازہ لگا سکتا ہے۔ کہ وہ پیشگوئی دوسرے پر چسپاں ہوتی ہے۔ یا نہیں۔ مثلاً اگر

مجھ پر تمام علامات چسپاں

ہو رہی ہوں۔ اور جس قدر نشانات مصلح موعود کے بتائے گئے ہیں۔ وہ سب مجھ میں پورے ہو رہے ہوں۔ تو مصری خواہ لاکھوں کروڑوں ہو جائیں۔ اور یہ کہہ کر سر پیٹتے رہیں۔ کہ مصلح موعود کی پیشگوئی مجھ پر چسپاں نہیں ہوتی۔ تو ان کا کچھ نہیں بنے گا۔ ہر شخص جو واقعات کو دیکھے گا۔ وہ خود بخود یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہوگا۔ کہ جب تمام علامات ایک شخص کے وجود میں پوری ہوگئیں۔ تو وہ کیوں مصلح موعود نہیں۔ اور اگر مصلح موعود کی جو علامات بیان کی گئی ہیں۔ وہ مجھ میں نظر نہ آئیں۔ تو خواہ جماعت مجھے مصلح موعود قرار دے دے۔ میں مصلح موعود نہیں بن سکتا۔ لوگ کہیں گے۔ جب علامات پوری نہیں ہوئیں۔ تو مصلح موعود کس طرح ہو گئے۔ مثلاً مصلح موعود کے متعلق اللہ تعالے نے جو علامات تبائی ہیں۔ ان میں سے بعض یہ ہیں۔ کہ "وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا"۔ "زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا"۔ اور "قومیں اس سے برکت پائینگی"۔ اب

اگر یہ علامات میرے متعلق نہیں

تو کسی کو کچھ لکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ جب قومیں مجھ سے برکت نہیں پائیں گی۔ جب میں اسیروں کی رستگاری کا موجب نہیں ہوں گا۔ اور جب میں زمین کے کناروں تک شہرت نہیں پاؤں گا۔ تو لوگ خود بخود فیصلہ کرلیں گے۔ کہ میں مصلح موعود نہیں۔ آخر برکت دینے والا خدا ہے۔ نہ کہ میں یا مصری صاحب۔ پس جبکہ خدا میرے ذریعہ دنیا کی اقوام کو برکت نہیں دے گا۔ تو لوگوں کے لئے فیصلہ کرنا آسان ہو جائیگا۔ اور وہ سمجھ جائیں گے۔ کہ میرے متعلق یہ کہنا کہ میں مصلح موعود ہوں۔ درست نہیں۔ لیکن اگر قوموں نے مجھ سے برکت پائی۔ اگر زمین کے کناروں تک میں شہرت پا گیا۔ اور اگر میں اسیروں کی رستگاری کا موجب بن گیا۔ تو اس کے بعد بھی اگر کوئی میرے متعلق اس پیشگوئی کی صداقت سے انکار کرے گا۔ تو اسکی مثال ایسی ہی ہوگی۔ جیسے کہتے ہیں۔ کہ کوئی بزدل شخص کسی لڑائی میں شامل ہوگیا۔ اتفاقاً ایک تیر اسکی پنڈلی میں آلگا۔ اور خون بہنے لگ گیا۔ وہ یہ دیکھتے ہی میدان جنگ سے بھاگا۔ اور بھاگتے ہوئے ایک طرف تو اپنے زخم کا خون پونچھتا جاتا تھا۔ اور دوسری طرف کہتا جاتا تھا۔ کہ یا اللہ یہ خواب ہی ہو۔ یا اللہ یہ خواب ہی ہو۔ کیسی حماقت ہے۔ ایک واقعہ موجود ہے۔ تیر لگا ہوا ہے۔ درد ہو رہا ہے۔ خون بہہ رہا ہے۔ اور زبان سے کہتا جا رہا ہے۔ کہ یا اللہ یہ خواب ہی ہو۔ اسی طرح اگر خدا نے میرے ذریعہ دنیا کی مختلف اقوام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو برکت دے دی۔ اگر خدا نے مجھے اسیروں کی رستگاری کا موجب بنا دیا۔ اور اگر خدا نے مجھے

اسلام اور احمدیت کی شوکت اور اسکی عظمت

قائم کرنے کا ایک ذریعہ بنا دیا۔ تو کوئی لاکھ شور مچاتا رہے۔ کہ یہ مصلح موعود نہیں۔ دنیا اسکی بات پر قطعاً کان نہیں دھرے گی۔ اور اگر مجھ میں یہ علامات نہ پائی گئیں۔ تو خواہ میری بیعت میں داخل شدہ لوگ سب کے سب مجھے مصلح موعود قرار دے دیں۔ میں مصلح موعود نہیں ہوں گا۔ کیونکہ لوگ کہیں گے۔ کہ تم یہ بتاؤ۔ ہم واقعات کو کہاں چھپائیں۔ اگر علامات پوری نہیں ہوئیں۔ تو ہم کسی کو مصلح موعود کس طرح مان لیں۔ لیکن جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ اگر علامات پوری ہوگئیں اسلام میرے ذریعہ ترقی کر گیا۔ غلام میرے ذریعہ آزاد ہو گئے۔ اور احمدیت میرے ذریعہ پھیل گئی۔ تو مصلح موعود کا جو کام تھا۔ جب میں نے وہ کر دیا۔ تو لوگ خواہ انکار کریں۔ میں بہرحال مصلح موعود ہوں گا۔ کیونکہ

ہمیں کام سے غرض ہے نہ کہ نام سے

تم کوئی نام رکھو۔ یا نہ رکھو۔ مگر حقیقت یہی ہے۔ کہ جس کے ذریعہ قومیں برکت پائیں گی۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام کو دنیا کے اکناف تک پھیلائے گا۔ اور جو غلاموں کو آزاد کرے گا۔ وہی مصلح موعود ہوگا۔ چاہے لوگ اسے مصلح موعود کہیں یا نہ کہیں۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجتہادی غلطیوں کو پیش کرنا نادانی ہے۔ میں کہتا ہوں۔ دس ہزار اجتہادی غلطیاں بھی اگر تم نکال لو۔ تو وہ اس نشان میں حارج نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ

اصل چیز نام نہیں بلکہ کام ہے

اور اصل چیز احمدیت کی فتح اور اسلام کا غلبہ ہے۔ یہی کام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا۔ اور یہی کام میرا ہے۔ اگر قومیں مجھ سے برکت پا جائیں۔ غلام آزاد ہو جائیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچ جائے۔ تو پھر کسی اور بحث کا کرنا بالکل فضول اور لغو ہوگا۔ پس میرے نزدیک تو اس کتاب کی کوئی وقعت ہی نہیں۔ لیکن چونکہ ہماری جماعت کے بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ لوگوں کو اس کتاب کے پڑھنے سے روکا جائے اس لئے میں کہتا ہوں۔ کہ کیوں روکا جائے؟

میں نے تو

عیسائیوں اور آریوں کی کتابیں

بھی پڑھی ہیں۔ اور ان سے بڑا فائدہ اٹھایا ہے۔ بلکہ حق یہ ہے۔ کہ مجھ پر اسلام کی خوبیاں عیسائیوں اور آریوں کی کتابیں پڑھ کر ہی ثابت ہوئیں۔ میں نے جب غیر مذاہب کی کتابوں کو پڑھا۔ اور میں نے ان کے نقائص اور کمزوریوں کو دیکھا۔ تو مجھے معلوم ہوا۔ کہ ان کتابوں کے مصنف کس قدر تقوے سے دور تھے۔ اور کس طرح خلاف عقل باتیں وہ لوگوں کے سامنے پیش کرتے تھے۔ اس کے مقابلہ میں جب میں نے قرآن کو دیکھا۔ تو مجھے نظر آیا۔ کہ اسکی ہر بات عقل کے مطابق ہے۔ اور اس نے ہر مقام پر تقویٰ اور خشیت الٰہی پر زور دیا ہے۔ پس میرا ایمان اس فرق کو دیکھ کر جو اسلامی اور غیر اسلامی کتابوں میں پایا جاتا ہے۔ گز دو گز نہیں۔ قدموں نہیں بلکہ میلوں میل بڑھ گیا۔ اور بڑی تیزی سے بڑھا۔

پس وہ شخص جس کے دل میں ایمان ہے۔ اور جو سچ اور جھوٹ میں تمیز کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ وہ تو جب بھی مصری صاحب کی کتاب کو پڑھے گا۔ اسکی خلاف تقویٰ باتیں دیکھ کر اس کا ایمان ترقی کر جائیگا اور اگر کوئی ایسا شخص ہے۔ جس کے دل میں ایمانی کمزوری پائی جاتی ہے۔ تو ایسا شخص اگر گمراہ ہوتا ہے۔ تو اسکی گمراہی میرے اختیار سے باہر ہے۔ ایسے لوگوں کے متعلق تو اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ کہ یضل بہٖ کثیرًا۔ اگر وہ قرآن کو پڑھیں گے۔ تو قرآن پڑھ کر بھی گمراہ ہی ہوں گے۔

مصری صاحب کی کتاب

کی تو حیثیت ہی کیا ہے۔ پس وہ شخص جس کے اندر مرض ہو۔ اس کے متعلق قرآن کریم کی یہ شہادت ہے۔ کہ اسکی بیماری کو قرآن کریم بھی بڑھا دیتا ہے۔ کم نہیں کرتا۔ اب اگر ایسے لوگ ہوں۔ تو کیا میں انہیں کہہ سکتا ہوں۔ کہ تم قرآن کریم نہ پڑھا کرو۔ اگر وہی بات درست ہے۔ جو ہمارے بعض دوستوں کی طرف سے پیش کی جاتی ہے۔ تو انہیں چاہیئے۔ کہ جب قرآن کریم یہ کہتا ہے۔ کہ میرے پڑھنے سے بعض لوگ بجائے ہدایت پانے کے گمراہ ہو جاتے ہیں۔ تو وہ لوگوں کو قرآن پڑھنے سے بھی روکا کریں۔ مگر کیا وہ روک سکتے ہیں۔ یا میں کسی کو حکم دے کر کہہ سکتا ہوں۔ کہ تم قرآن نہ پڑھا کرو۔ چاہے کوئی کتنا ہی ایمان سے کورا ہو

میں تو اسے یہی کہوں گا۔ کہ تم قرآن پڑھو۔ کیونکہ اگر آج نہیں تو شاید کل قرآن تمہاری ہدایت کا موجب ہو جائے۔ مگر قرآن بہرحال یہی کہتا ہے۔ کہ یضل بہٖ کثیرًا۔ قرآن پڑھنے سے بھی بجائے اس کے کہ بعض لوگوں کے ایمان تازہ ہوں۔ ان کے دل میں خدا اور اس کے رسول اور اس کے مذہب سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ ایسے انسانوں کا کوئی علاج ہے ہی نہیں۔ وہ مصری صاحب کی کتاب کیا۔ وہ تو قرآن بھی پڑھیں گے۔ تو گمراہ ہوں گے۔ پس یہ خیال کر لینا کہ ہماری طرف سے لوگوں کو اس کتاب کے پڑھنے سے روکا جانا چاہیئے۔ بالکل غلط ہے۔ ہم لوگوں کو اس کتاب کے پڑھنے سے ہرگز روک نہیں سکتے۔ بلکہ میرے نزدیک جہاں تک دینی تحقیق کا تعلق ہو۔ لوگوں کو اپنے عقیدہ اور اپنے مذہب کے خلاف لکھی ہوئی کتابوں کے پڑھنے سے روکنا

سخت ظالمانہ فعل

ہے۔ ہر شخص کلی طور پر آزاد ہے۔ اور وہ اس امر کا اختیار رکھتا ہے۔ کہ دینی معاملات میں اسکی تحقیق اسے جس نتیجہ پر پہنچاتی ہے۔ اس پر پہنچ جائے۔ میں جس چیز پر ناراض ہوتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ منافقت دکھائی جائے۔ اور دل میں کوئی عقیدہ رکھا جائے۔ اور ظاہر کچھ کیا جائے۔ ورنہ تحقیق تو میں اپنے لئے بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ اور دوسروں کے لئے بھی۔ میرے بچے جو جوان ہو گئے ہیں۔ میں ہمیشہ انہیں کہا کرتا ہوں۔ کہ قرآن کریم کے علاوہ ستیارتھ پرکاش اور انجیل وغیرہ بھی پڑھا کرو۔ کیونکہ ان کتابوں کے بغیر تمہیں اسلام کی خوبیوں کا پتہ نہیں لگ سکتا۔ تو

غیروں کا لٹریچر پڑھنا عیب کی بات نہیں

بلکہ میں ان لوگوں کو بہت بے وقوف سمجھتا ہوں۔ جو ایسی کتابیں چھپ چھپ کر پڑھتے ہیں۔ کیونکہ جو شخص کسی دوسرے کو تحقیق سے روکتا ہے۔ وہ اپنے جھوٹے ہونے کا آپ اقرار کرتا ہے۔ ہاں ہمارا یہ حق ہے۔ کہ اگر کسی نے کوئی تحقیق کی ہے۔ اور وہ تحقیق ہماری تحقیق اور ہمارے مذہب کے خلاف ہے۔ تو ہم اس سے یہ مطالبہ کریں۔ کہ اب تم ہمارے اندر شامل نہ رہو۔ بلکہ تم الگ ہو کر اعلان کر دو۔ کہ مجھ پر فلاں مذہب یا فلاں عقیدہ کی صداقت کھل گئی ہے۔ اور اب میں بجائے پہلے عقیدہ کے فلاں عقیدہ اختیار کرتا ہوں۔ اگر کوئی اس طرح

کر دے۔ تو بات ختم ہو جاتی ہے۔ اور کوئی جھگڑا باقی نہیں رہتا۔ مگر جب کوئی ہمارے اندر شامل رہ کر ہم میں فتنہ پیدا کرتا اور بظاہر تو وہ ہمارے ساتھ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ مگر اندرونی طور پر وہ کسی اور مذہب اور کسی اور عقیدے کا قائل ہوتا ہے۔ تو چونکہ اس قسم کی باتیں نظام کو تہ و بالا کر دیا کرتی ہیں۔ اسلئے ہمارے لئے ضروری ہوتا ہے۔ کہ ہم اس کا مقابلہ کریں۔ اور اسکی اصل شکل میں اسے بے نقاب کر دیں۔ بہرحال ہماری جماعت چونکہ خلافت کے نظام میں منسلک ہے۔ اس لئے جب بھی کوئی فتنہ اٹھا۔ تو گو بظاہر اسکی شکل نہایت ہیبتناک تھی۔ مگر تھوڑے ہی عرصہ کے بعد اس کا نام و نشان مٹ گیا۔ اور

یہ سب اسی نظام کی برکت ہے

جو اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہماری جماعت میں قائم ہے۔ مگر پھر بھی عملی طور پر ہماری جماعت میں ابھی کئی قسم کی کمزوریاں پائی جاتی ہیں۔ کئی کمزور لوگ ہیں۔ جو قربانیوں میں پورے طور پر حصہ نہیں لے رہے۔ کئی ان مشکلات کو برداشت نہیں کر سکتے۔ جو خدا تعالےٰ کے راستہ میں پیش آتی ہیں۔ اور کئی عدم استقلال کی وجہ سے چند دن نیکی کے کاموں کی طرف توجہ کرتے اور پھر ان کو بھلا کر بیٹھ رہتے ہیں۔ اور یہی وہ باتیں ہیں۔ جن کی ہماری جماعت کو فکر کرنی چاہیئے۔ میں دیکھتا ہوں۔ بہت چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں۔ مگر ہماری جماعت کے بعض دوستوں کا قدم انہی باتوں میں آکر پھسل جاتا ہے۔ اور وہ استقلال کا مظاہرہ نہیں کر سکتے۔

نیشنل لیگ

کا ہی قادیان میں پہلے چھ سو ممبر ہوا کرتا تھا۔ مگر اب مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ اس کے ممبر صرف ۶۲ ہیں۔ اب کجا چھ سو اور کجا ۶۲۔ کیا ان دونوں میں کوئی بھی نسبت ہے۔ اور پھر یہ کتنی بے استقلالی کی بات ہے۔ کہ ایک وقت تو نیشنل لیگ کے قادیان میں چھ سو ممبر ہوں۔ اور دوسرے وقت صرف ۶۲ ممبر رہ جائیں۔ حالانکہ دوسری قوموں میں آج کل یہ تحریکیں بڑھ رہی اور زور پکڑ رہی ہیں۔

خاکسار آج سے چند سال پہلے

صرف دو ہزار ہوا کرتے تھے۔ مگر اب تیس چالیس ہزار کے قریب ہیں۔ مگر ہماری نیشنل لیگ کے ممبر ۶۰۰ سے ۶۲ رہ گئے۔ یہ کتنی خطرناک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بات ہے۔ اور اس کی موجودگی میں ہم کسی مُنہ سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہم ایک زندہ جماعت ہیں۔ حالانکہ چاہیئے یہ تھا۔ کہ اگر نیشنل لیگ کے پہلے چھ سو ممبر تھے۔ تو اب اس کے ممبر چھ ہزار یا بارہ ہزار ہوتے۔ اس کے بعد

مجلس خدام الاحمدیہ

قائم ہوئی۔ وہ اب تک اچھا کام کر رہی ہے۔ مگر اسکی زندگی ابھی بہت تھوڑی ہے اور نہیں کہا جا سکتا۔ کہ مستقبل میں اس کا کیا حال ہوگا۔ میں نے دیکھا ہے۔ لوگوں میں یہ ایک مرض پیدا ہو گیا ہے۔ کہ جس کام پر خلیفہ کا ہاتھ رہتا ہے۔ اس کام کی طرف وہ خوب توجہ کرتے رہتے ہیں۔ مگر جونہی خلیفہ اپنے ہاتھ پیچھے کھینچ لیتا ہے۔ لوگوں کا جوش بھی سرد پڑ جاتا ہے۔ اور ان پر غفلت طاری ہو جاتی ہے حالانکہ

خلافت کا وجود

تو خدا تعالےٰ نے بطور محور رکھا ہے۔ اب کونسا وہ خلیفہ ہو سکتا ہے۔ جو ہر کام کرے ابھی تو ہماری جماعت بہت قلیل ہے۔ مگر جوں جوں ہماری جماعت ترقی کرے گی کاموں میں بھی زیادتی ہوتی چلی جائے گی۔ ابھی تو ہمارے پاس نہ حکومت ہے۔ نہ تجارت ہے۔ نہ یونیورسٹیاں ہیں۔ نہ علمی ادارے ہیں۔ اور نہ کوئی اور چیز ہے۔ مگر جب یہ تمام چیزیں آگئیں۔ تو اس وقت ہمارے کام کا دائرہ اتنا وسیع ہو جائے گا۔ کہ ہمیں ہزاروں کی تعداد میں بڑے بڑے لائق آدمیوں کی ضرورت ہوگی۔ جن کا یہ فرض ہوگا۔ کہ وہ دن رات اپنے کاموں میں مشغول رہیں۔ اگر وہ خود کام نہیں کریں گے۔ اور اپنا فرض صرف یہی سمجھیں گے۔ کہ جس کام کی طرف خلیفہ توجہ دلاتا رہے۔ اسے کرتے رہیں۔ اور جس کام کی طرف وہ توجہ دلانا چھوڑ دے۔ اسے ترک کردیں۔ تو جماعت کی ترقی کس طرح ہوگی۔ پس ضروری ہے۔ کہ جماعت میں ابھی سے بیداری پیدا ہو۔ اور وہ یہ غور کرنے کی عادت ڈالے۔ کہ جو کام وہ کر رہی ہے۔ وہ اچھا ہے یا نہیں۔ اور جب اسے معلوم ہو۔ کہ وہ اچھا ہے۔ اور خلیفہ نے بھی ایک آدھ دفعہ اسکی طرف توجہ دلا دی ہے۔ تو پھر وہ اس کام کو چھوڑے نہیں۔ بلکہ مستقل طور پر اسے اپنی زندگی کے پروگرام میں شامل کرے۔ کیونکہ اس کے بغیر ترقی ہونا ناممکن ہے۔ پس ہماری جماعت کو یہ عادت ترک کرنی چاہیئے۔ کہ جب تک خلیفہ کسی کام میں ہاتھ نہیں ڈالے گا۔ اسے وہ نہیں کرے گی۔

خلیفہ کا کام صرف توجہ دلانا اور نگرانی کرنا ہے

آگے جماعت کا یہ کام ہے۔ کہ وہ کاموں کو اپنے ہاتھ میں لے۔ اور اس مضبوطی اور استقلال سے ان کو چلائے۔ کہ پھر ان کو چھوڑے نہیں۔ پس جماعت کے دوستوں کو اپنے اندر بیداری پیدا کرنی چاہیئے۔ اور اس دن کے لئے اپنے آپ کو تیار کرنا چاہیئے۔ جبکہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہمیں وسعتِ برکات حاصل ہوگی۔ اور ایک ایک کام کے لئے ہمیں ہزاروں آدمیوں کی ضرورت ہوگی۔ جو دن رات ان کاموں پر لگے رہیں۔ تم آج ہی ان اہم ذمہ واریوں کے کاموں کے لئے اپنے آپ کو تیار کرو۔ اور اس بات کا انتظار نہ کیا کرو۔ کہ ہر کام کے کرنے کا تمہیں خلیفہ کی طرف سے حکم ملے۔ یہ محض نمائش ہے۔ کہ جب تک تمہارا سردار جس کی تم نے بیعت کی ہوئی ہے۔ تمہیں توجہ دلاتا رہتا ہے۔ تم کام کرتے رہتے ہو۔ اور جب اسکی توجہ کسی اور کام کی طرف مبذول ہو جاتی ہے تو تم کام سے غافل ہو جاتے ہو۔ یہ

ایک خطرناک مرض

ہے۔ جس کو دور کرنے کی طرف ہماری جماعت کو توجہ کرنی چاہیئے۔ اور اس زمانہ میں جو عظیم الشان تغیرات کا حامل ہے۔ بجائے زبانی باتوں کے عملی کام کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ تم اس بات کی کبھی پروا نہ کیا کرو۔ کہ اگر ہم میں سے چند لوگ نکل گئے! تو کیا ہوگا۔ عملی جدوجہد کو تیز کرنے اور تنظیم کو برقرار رکھنے کے لئے ایک دو نہیں اگر ہزاروں کو بھی جماعت سے نکالنا پڑے تو تم کبھی مغموم نہ ہو۔ بلکہ خوش ہو۔ کہ خدا نے ایک گندے عضو کو کاٹ کر الگ کر دیا۔ تم نے کبھی نہیں دیکھا ہوگا۔ کہ کوئی ڈاکٹر کسی کے پھوڑے کو چیرے اور اس میں سے پیپ نکالے۔ اور مریض ناراض ہو۔ وہ ناراض نہیں۔ بلکہ خوش ہوتا۔ اور ڈاکٹر کو فیس دیتا۔ اور ہمیشہ اس کا ممنون احسان رہتا ہے۔ پس استقلال اور ہمت سے کام کرو۔ اور سستی اور غفلت سے بچو۔ دنیا میں عظیم الشان تغیرات کے دن قریب آ رہے ہیں۔ پس اس دن کے آنے سے پہلے اپنے آپ کو تیار کرو۔ اور کوشش کرو۔ کہ جس دن دنیا اپنے حصے بانٹنے کی کوشش میں ہوگی۔ تم اس دن سب سے بڑا حصہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے کر لو۔ اللّٰھم آمین۔

بجٹ سالانہ کو پورا کرنے کی ذمہ واری لینے والی جماعتیں متوجہ ہوں

مجلس مشاورت ۱۹۳۶ء میں یہ تجویز پیش ہو کر منظور ہوئی تھی۔ کہ ایسی جماعتوں سے جو خواہ کچھ بھی ہو۔ اپنا بجٹ بہرحال پورا کرنے کی ذمہ واری لینے کے لئے تیار ہوں۔ وعدے لئے جاویں چنانچہ اسکی تعمیل میں ہر سال جماعتوں سے دریافت کیا جاتا رہا ہے۔ اور بعض جماعتیں بجٹ پورا کرنے کی ذمہ واری لیتی بھی رہی ہیں۔ بجٹ ۴۰-۱۹۳۹ء کو بہرحال پورا کرنے کی ذمہ واری جو جماعتیں اپنے اوپر لینا چاہتی ہوں۔ ان کو چاہیئے! کہ اسکی اطلاع جس قدر جلد ممکن ہو۔ دفتر ہذا میں بھجوادیں۔ ان کی اطلاع حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حضور میں اور نیز آئندہ مجلس مشاورت میں پیش کی جائیگی۔ (ناظر بیت المال)

تحریک جدید کا دواخانہ
معجون قرنفل

معدہ کی خرابی تمام اعضاء پر اثر انداز ہوتی ہے۔ قوت ہاضمہ میں فتور آچکا ہو۔ تو صالح خون کم پیدا ہوتا ہے۔ اور جسم کی نشوونما پورے طور پر نہیں ہوتی۔ بھوک کم لگتی ہے۔ قبض رہتی ہے۔ آنتوں میں خشکی پیدا ہو جاتی ہے۔ ایسی صورت میں معجون قرنفل اکسیر ثابت ہو چکی ہے۔ معدہ اور آنتوں کو نہایت درجہ قوت پہنچاتی ہے۔ قبض کی شکایت رفع ہو جاتی ہے۔ اور غذا ہضم ہو کر جزو بدن بننے لگتی ہے۔ دماغ کو بھی جلا دیتی ہے۔

قیمت بیس روز کی خوراک عہ

ترکیب استعمال رات کو سوتے وقت ایک تولہ معجون پانی کے ساتھ استعمال کریں۔

ملنے کا پتہ:- ویدک یونانی دواخانہ لمیٹڈ زینت محل۔ دھلی

ہمیشہ سلسلہ احمدیہ کی تمام نئی یا پرانی کتابیں قرآن مجید۔ حمائلیں معترا و مترجم سیپارے اور قاعدے

کتب خانہ قاسم العلوم

احمدیہ بازار قادیان سے طلب کریں۔ بارعایت اور جلد تعمیل ہوگی۔ (منیجر کتب خانہ)

ایک بواسیر کے مریض احمدی بھائی کی کہانی اسکی اپنی زبانی

مجھے بہت عرصہ سے بواسیر کی مرض نے تنگ کر رکھا تھا۔ ڈاکٹر۔ حکیم اور وید علاج کر کے جواب دے چکے تھے۔ میں تقریباً مایوس ہو چکا تھا۔ کہ اخبار "الفضل" میں پڑھا۔ کہ حکیم محمد صدیق صاحب پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ چوہدری غلام رسول صاحب سب انسپکٹر زمیندارہ بنک سکھیکے منڈی ملک بشیر احمد صاحب احمدی قادیان جالی فارمیسی شاہدرہ کی تیار کردہ گولیاں بواسیر کھانے کے لئے اور مرہم مسوں پر لگانے کے لئے استعمال کر کے خود فائدہ اٹھا چکے ہیں۔ اور دیگر دوستوں نے بھی اس سے فائدہ اٹھایا ہے۔ آزمائش کے طور پر میں نے بھی ہر دو ادویات منگوائیں۔ امید سے بڑھ کر فائدہ اٹھایا۔ درد اور خون تو دوسرے دن ہی بند ہو گیا۔ میں بواسیر کے مریضوں سے سفارش کروں گا۔ کہ وہ مایوس ہونے سے پہلے

جالی فارمیسی شاہدرہ نزد لاہور

کی ہر دو ادویات قیمتی صرف تین روپے منگوا کر استعمال کریں۔ محصولڈاک بذمہ خریدار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی مشن!

"کل یگ میں کرشن کا اوتار"

"ایشور کی ہستی پر ایمان رکھنے والی تمام قومیں اس بات پر یقین رکھتی ہیں۔ کہ جب بھی دنیا میں دھرم کا لوپ اور ادھرم کا زور ہو۔ تب خدا تعالےٰ اپنے کسی پیارے کو اپنا گیان دے کر لوگوں کی رہنمائی کے لئے بھیجتا ہے۔ جو کہ لوگوں کے دلوں سے پاپوں کو دور کر کے اور ان کو ستیہ مارگ دکھا کر پرماتما کے دوار اپر جا کر کھڑا کرتا ہے۔ یہ ایک ایسا نیم ہے۔ کہ دنیا کی کوئی جاتی جو کہ ناستک نہ ہو۔ اس سے انکار نہیں کر سکتی۔ اس نے ضرورت کے وقت حضرت آدم کو اپنا گیان دے کر لوگوں کے سدھار کے لئے بھیجا۔ اسی نے دیگر انبیاء علیہم السلام کو اپنے بھگتوں کی رکھشا کے لئے اپنے کلام سے ان کو مشرف کر کے زمین پر پیدا کیا اور اسی نے رام۔ کرشن۔ بدھ اور دیگر اوتاروں کو پاپوں کے دور کرنے کے لئے اُتارا۔ الغرض جب جب بھی پرماتما کے بھگتوں نے اسکی درگاہ میں پرارتھنا کی۔ اس نے فوراً ان کی پرارتھنا کو سویکار کر کے ان کی سہایتا کے لئے اپنا گیان دیکر کسی نہ کسی منش کو بھیجا۔

"موجودہ زمانہ کا اوتار"

موجودہ زمانے میں بھی مختلف قومیں اپنے دھرم گرنتھوں کے انوسار کسی ایک اوتار کا انتظار کر رہی ہیں۔ ہندوؤں کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ "بھگوان کرشن اوتار لینگے۔ جیسا کہ لکھا ہے۔ کہ

यदा २ हि धर्मस्य क्षयो वृद्धिश्च पाप्मनः।
तदा तु भगवानीश आत्मानं सृजते हरिः॥

ارتھ۔ جب جب دھرم کا ناش اور پاپوں کا زور ہوتا ہے۔ تب تب پرماتما پرگٹ ہوتے ہیں۔ بھاگوت پوران $\frac{۲۴}{۵۶}$ ۹۔

مسلمانوں کا یہ سدھانت ہے۔ کہ جب قرآن ثریا پر چلا گیا ہوگا۔ اور ایمان لوگوں کے دلوں سے مٹ گیا ہوگا۔ تب حضرت امام مہدی دنیا میں تشریف لا کر دوبارہ قرآن کریم کی تعلیم کو رائج کریں گے۔ اسی طرح عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ جب کلیسا پر مصیبت کے دن ہونگے۔ تب حضرت مسیح آسمان سے نازل ہو کر عیسائیت کو بچائیں گے۔ یہی عقیدہ بدھ اور زرتشت وغیرہ قوموں کا ہے۔ کہ ان کے دھرم کی رکھشا کے لئے بھی ایک ایک اوتار آئیگا۔

"وہ اوتار ایک ہوگا"

اب طبعی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ جبکہ موجودہ زمانہ میں سنسار کی ساری جاتیاں اپنے اپنے گرنتھوں کے انوسار ایک ایک اوتار کا انتظار کر رہی ہیں۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی وشواس رکھتی ہیں۔ کہ وہ سارے دھرم والوں کا اوتار ہوگا۔ ارتھات وہی کرشنا ہوگا۔ وہی مسیح ہوگا۔ وہی مہدی ہوگا۔ وہی بدھ اور زرتشت کی صفات لے کر آئے گا۔ غرضیکہ ساری قومیں جہاں ایک اوتار کا انتظار کر رہی ہیں۔ وہاں یہ بھی یقین رکھتی ہیں۔ کہ وہ اوتار سارے مذاہب کی مشترکہ صفات کا مظہر ہوگا۔ اور وہی کرشن اور مہدی وغیرہ کا روپ دھارن کئے ہوگا۔ اسی اصول کے مطابق

ویر بھارت کی رائے } سناتن دھرم کے حمایتی اخبار ویر بھارت نے اپنے کرشن نمبر میں کرشن جی کو مخاطب کر کے لکھا تھا۔ کہ "تو مسلمانوں کا مہدی تو نصاریٰ کا مسیح" (ویر بھارت کا کرشن نمبر ۱۹۳۸ء)

پنڈت نیل کنٹھ کی رائے } پھر پنڈت نیل کنٹھ اپنے ایک اشتہار بعنوان "پرم پرش کا سندیش" میں لکھتے ہیں۔ کہ "دلیش کال تتھا پری ستھتی کے انوسار بھگوان بدھ۔ نانک۔ زرتشت۔ موسیٰ۔ عیسیٰ اور محمد (صلعم)، آدی مانو دیہوں میں مکھیہ نام سے پرگٹ ہوگا۔ ۱ء

سوامی آنند گری کی شہادت } پھر سوامی آنند گری جی اپنے ایک اشتہار کے دوارا یہ لکھتے ہیں۔ کہ اب شاستروں سے یہ بات بھلی پرکار سدھ ہے۔ کہ اب بھگوان کے جنم لینے کا سمے آگیا ہے۔ کیونکہ موجودہ بھارت ورش میں تمام دھرم والے ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں۔ ہندو مسلمانوں کو ستانے کا خیال کر رہے ہیں۔ اور مسلمان ہندوؤں کو صفحہ ہستی سے نیست و نابود کرنے کا خواب دیکھ رہے ہیں۔

بھگوان کرشن کا ارشاد } چنانچہ اسی اصول کی طرف بھگوان یدو کل بھوشن کرشن چندر گیتا میں ارجن کو اپدیش دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ

सर्वधर्मान् परित्यज्य मामेकं शरणं व्रज।
अहं त्वा सर्वपापेभ्यो मोक्षयिष्यामि मा शुचः॥

ارتھات ہے ارجن سارے دھرموں کو چھوڑ کر میرے پاس آؤ۔ میں تمہیں پاپوں سے بچنے کا اُپائے بتاتا ہوں۔ میرے سوائے آج تمام دھرموں کو پاپوں سے بچانے والا کوئی نہیں ہے۔ کیونکہ میں سارے دھرموں کا نمائندہ ہوں۔ گویا بھگوان نے ایک لطیف پیرائے میں بیان فرمایا۔ کہ ہے ارجن آج جتنے بھی دھرم دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ان کی طرف مت دیکھو۔ بلکہ میرے پاس آؤ۔ جو کہ ان کا نمائندہ ہے۔ اگر ان دھرموں کے ماننے والے اپنے اپنے دھرم پر قائم ہوتے۔ تو پھر پرماتما مجھ کو نہ بھیجتا۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ بلکہ سارے کے سارے اپنے دھرموں سے ہین ہو گئے ہیں۔ اسلئے اپنے اپنے کو سچا اور دوسروں کو جھوٹا کہتے ہیں۔ پرماتما نے اپنا گیان دے کر مجھ کو اسلئے بھیجا۔ تاکہ میں لوگوں کو بتاؤں کہ کونسا دھرم پرماتما کے نزدیک سچا اور اسکو خوش کرنے والا ہے۔ اور وہ یہی کہ اس زمانے کا اوتار یا نبی جس دھرم کو سچا بتائے۔ وہی سچا مارگ ہے۔ نہ کہ مختلف دھرموں کے اپنے اپنے فرضی اعتقادات۔

پس بھگوان کرشن نے بھی ایک رنگ میں اپدیش کیا ہے۔ کہ زمانے کا اوتار یا نبی اس وقت کے سارے دھرموں کا نمائندہ اور قائم مقام ہوتا ہے۔ اور وہی جانتا ہے۔ کہ کونسا مارگ پرماتما تک جانے کا ہے۔

"عقلی لحاظ سے"

پھر جب ہم اس مسئلہ پر عقل کے دوارا وچار کرتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ عقلی لحاظ سے بھی یہ ضرور ہے۔ کہ آنے والا اوتار سارے دھرموں کا قائم مقام ہو۔ اور اگر اس اصول کو نہ مانا جائے۔ تو سنسار میں لڑائی اور جھگڑے کا ایک ایسا دروازہ کھل جائے۔ جس کا بند ہونا بہت ہی کٹھن ہے۔ یعنی جس قدر مذاہب موجودہ زمانہ میں ایک اوتار کا انتظار کر رہے ہیں۔ وہ مانتے ہیں۔ کہ اس نے آکر سنسار میں پریم اور شانتی کے علاوہ دھرم کا بھی پرچار کرنا ہے۔ پس جب ہندوؤں کا اوتار آئے گا۔ وہ ہندوؤں سے کہے گا۔ کہ ویدوں کو مانو۔ اور مندروں میں جا کر پوجا کرو۔ اسی طرح اگر عیسائی آیا۔ تو وہ لوگوں کو کلیسا کی طرف لے جائیگا۔ اور انجیل کی پیروی کی آگیا دیگا۔ تو جس فساد اور جھگڑے کے دور کرنے کے لئے اوتار نے آنا تھا۔ وہ قائم ہی رہا۔ پس ضروری ہے۔ کہ جو اوتار آئے۔ وہ تمام قوموں کی بیان کردہ مذہبی کتب کی نشانیاں اپنے ساتھ رکھتا ہو۔ اور وہ موعود کل ادیان ہو۔ وہی کرشن ہو۔ وہی مہدی اور مسیح ہو۔ وہی بدھ اور زرتشت کا روپ ہو۔ تاکہ وہ سارے دھرم والوں کو ایک پلیٹ فارم پر لا کر کھڑا کر دے۔

"اوتار کا وقت"

یدو کل بھوشن گیتا میں فرماتے ہیں:۔ کہ

यदा यदा हि धर्मस्य ग्लानिर्भवति भारत।
अभ्युत्थानमधर्मस्य तदात्मानं सृजाम्यहम्॥

(گیتا ادھیائے ۴)

ارتھات۔ ہے ارجن جب جب دنیا میں دھرم کی گلانی ہوگی۔ تب تب میں دھرم کو قائم کرنے کے لئے ظاہر ہوتا ہوں۔

اس میں بھگوان نے ایک اصول بیان فرمایا ہے۔ کہ جب کبھی بھی دنیا میں دھرم مٹ جاتا ہے۔ اور اسکی جگہ ادھرم پھیل جاتا ہے۔ تب تب میں دنیا میں ظاہر ہوتا ہوں۔ یعنی میرے آنے کا وقت تب ہوتا ہے۔ جبکہ دنیا سے دھرم مفقود ہو۔ اور پاپوں کا زور ہو۔ تب میں ضرور اپنے بھگتوں کی رکھشا کے لئے آتا ہوں پھر دوسرے شلوک میں آپ فرماتے ہیں۔ کہ

परित्राणाय साधूनां विनाशाय च दुष्कृताम्।
धर्मसंस्थापनार्थाय सम्भवामि युगे युगे॥

گیتا ۴

ارتھات۔ نیکوں کی حفاظت کے لئے اور پاپیوں کے ناش کے لئے اور دھرم کو قائم کرنے کے لئے میں یگ یگ میں پیدا ہوں گا۔

اختلاف۔ پہلے شلوک میں کرشن جی فرماتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں۔ کہ جب جب بھی میرے بھگتوں پر کشٹ ہوگا۔ میں دنیا میں آؤں گا۔ لیکن دوسرے شلوک میں فرماتے ہیں۔ کہ میں نیکوں کی حفاظت اور دُشٹوں کو ناش کرنے اور دھرم کو قائم کرنے کے لئے یگ یگ میں آؤں گا۔ پہلے شلوک میں کوئی یگ کی قید نہیں ہے۔ بلکہ فرمایا۔ کہ جب بھی ضرورت ہوگی۔ میں ظاہر ہوں گا۔ لیکن دوسرے میں اس کے خلاف کہا۔ کہ میں ضرورت کے وقت نہیں۔ بلکہ یگ کے ختم ہونے پر آیا کروں گا۔ پس اگر پہلے شلوک میں "دھرم کی گلانی" کو صحیح مان لیا جائے۔ تو یگ یگ پر آنے والا شلوک سچا ثابت نہیں ہوتا۔ اور اگر یگ یگ والا شلوک سچا ہے۔ تو ۲۴ اوتاروں کا اعتقاد غلط ہے۔ کیونکہ ہندوؤں کے مت انوسار ۴ یگ ہیں۔ اسلئے کرشن کے چار اوتار ہونے چاہئیں۔ نہ کہ ۲۴ جیسا کہ وہ مانتے ہیں۔ کہ ستیہ یگ میں کرشن نے پرکشن - برہ - مچھ - کچھ - نرسنگھ - کپل نارد اور ترتیا میں - رام - پرسرام - دتاتریہ - یگیہ - کمار - دھرو - پرتھو - ہنس - اور دواپر میں رشبھ - ہیہ گریو - ورمن - منو دھنونتری کرشن بلرام - اور کل یگ میں بدھ - کلکی بھگوان یعنی کل ۲۴ اوتار ہندو بھائی مانتے ہیں۔ پس اگر پہلے شلوک کو صحیح مانا جائے۔ تو یگوں کا کھنڈن ہو جائے گا۔ اور اگر یگوں کی تقسیم کو سچا مانا جائے۔ تو ۲۴ اوتاروں کا عقیدہ غلط ہوتا ہے۔ جس کو کہ ہمارے ہندو بھائی ماننے کے لئے تیار نہیں۔

"اس کا حل"

پس ضرور ہے۔ کہ ان دونوں شلوکوں کا کوئی ایسا حل سوچا جائے۔ کہ جس سے ان میں اختلاف نہ رہے۔ بلکہ دونوں ایک دوسرے کے موید ہو جائیں۔ اور وہ یہی ہے۔ کہ جس کال بھگوان نے اوتار لینا ہو۔ اسی کال کا نام روحانی طور پر یگ رکھا جائے۔ تو پھر یہ ارتھ ہو جائیں گے۔ کہ جس جس سمے دھرم کی گلانی ہوگی۔ اس اس یگ ارتھات سمے میں ہی دھرم کو قائم کرنے اور اپنے بھگتوں کی رکھشا کے لئے آؤنگا۔ چنانچہ پورانوں میں ہمارے ارتھوں کی تائید ہوتی ہے۔ یعنی خود پورانوں میں رشیوں نے ستیہ یگ - ترتیا اور دواپر اور کل یگ کو روحانی طور پر مانتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ یہ چاروں یگ ہر وقت انسان کے ساتھ ہوتے ہیں۔ جیسا کہ بھاگوت پوران میں لکھا ہے۔ کہ

प्रभवन्ति यदा सत्वे मना-
बुद्धि इन्द्रियाणि च-
तदा कृत युगं विद्या ज्ञाने
तपसि यद्रुचि

بھاگوت سکندھ ۱۲ ادھیائے ۳ شلوک ۲۷

ارتھ۔ جب من - بدھی - اندریاں ستوگن میں سھت ہوں۔ تب ست یگ جانو اس سمے میں ستوگن کرکے گیان اور تپ میں رُچی ہوتی ہے۔

یعنی جب انسان کا من نیکی کی طرف مائل ہو۔ تب وہ ستیہ یگ میں ہوتا ہے۔

ترتیا

यदा कर्मसु काम्येषु
भक्ति भवति देहिनाम्:
तदा त्रेता रजो वृत्तिरिति जानी
हि बुद्धिमान्

ارتھ۔ کاموں میں شردھا ہو۔ تب رجوگن یکت ترتیا یگ ہوگا۔

دواپر۔

यदा लोभस्त्वसन्तोषो
मानो दम्भोऽथ मत्सर:
कर्मणां चापि काम्यानां
द्वापरं इत्यादि

ارتھ۔ جب لوبھ - ترشنا - اہنکا - دنبھ وغیرہ کاموں میں لگن ہو۔ اور رجوگن اور تموگن مکھیہ ایسا دواپر یگ ہوتا ہے۔

کل یگ۔

यदा मायानृतं तन्द्रा
निद्रा हिंसा। विषादनम्
शोक मोहौ भयं दैन्यं स कलि
स्तामस: स्मृत:

ارتھ۔ جب کپٹ - جھوٹ - آلس ندرا - ہنسا - دُکھ - شوک - موہ - بھے - و نیتا یہ ہوں۔ تب تموگن مکھیہ کل یگ جانئے۔

ان حوالہ جات سے یہ بات اچھی طرح پھر واضح ہو جاتی ہے۔ کہ یہ یگ ہر وقت انسان کے ساتھ رہتے ہیں۔ جب وہ دھرم کا کام کرتا ہے۔ تو وہ ستیہ یگ میں ہوتا ہے۔ اور جب پاپ کرتا ہے۔ تو وہ کل یگ میں۔ اور اسی طرح انسان پر دن میں کئی کل یگ اور کئی ستیہ یگ آتے ہیں۔ لوگوں میں پاپ وغیرہ ہوں۔ اور دھرم سے پریتی نہ ہو۔ وہ کل یگ ہے۔

اور اسی میں بھگوان اوتار لیا کرتے ہیں۔ اسی کے انوسار بھگوان نے چاروں یگوں میں اوتار لئے۔ اور ضرورت کے وقت اوتار دھارن کرکے اپنے بھگتوں کی رکھشا کی۔

مہرشی وششٹ کا مذہب

مہرشی وششٹ نے اپنے گرنتھ یوگ وششٹ میں اسی نیم کو سویکار کیا ہے۔ جیسا کہ فرماتے ہیں:

کل یگ میں ست یگ برتنے لگتا ہے۔ کبھی ست یگ میں کل یگ۔ دواپر میں ترتیا۔ اور ترتیا میں دواپر برتنے لگتا ہے۔ یوگ وششٹ ۳۱۹۔ پس مہرشی وششٹ نے بھی ہمارے ہی نظریہ کی تائید کی۔ جیسا کہ آپکے ۔۔ نمبر ۔۔ سے ظاہر ہے۔ باقی دارد (شیخ محمد عمر مولوی فاضل)

اسلامی تمدن

(قسط ہفتم)

جھوٹی افواہ پھیلانا

(۱۸)

کسی کے متعلق جھوٹی افواہ پھیلانا بہت بڑا جرم ہے۔ جو اخلاقی لحاظ سے نہایت معیوب ہے آج کل اسکی بہت کثرت ہو رہی ہے۔ جھوٹی خبریں اور جھوٹی افواہیں پھیلا پھیلا کر شرفاء کو بدنام کیا جاتا اور ملک کی فضاء کو مکدر کیا جاتا ہے۔ منافق لوگ ایسی باتوں کے بہت مرتکب ہوتے ہیں۔ یہ مومنانہ شیوہ اور طریق نہیں۔ بلکہ منافقانہ طریق ہے۔ اس لئے اس سے ہر رنگ میں پرہیز کرنا ضروری ہے۔ اسلامی تعلیم میں اس چیز کو سختی سے روکا گیا ہے۔ اور اگر کوئی اس کے ارتکاب سے باز نہیں آتا۔ تو اسے سزا کا مستحق گردانا ہے۔ قرآن مجید اس کے متعلق فرماتا ہے۔

۱۔ واذا جاءھم امرٌ من الامن او الخوف اذاعوا بہ ولو ردّوہ الی الرسول واولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم (نساء ۴) اور منافقوں کی یہ عادت ہے۔ کہ جب بھی کوئی معاملہ امن کا ہو۔ یا خوف کا ان کو معلوم ہوتا ہے۔ تو وہ اسکو پھیلاتے ہیں۔ اور اگر وہ ایسے امور کو رسول یا ذمہ وار منتظمین کی طرف لوٹاتے۔ تو تحقیق کرنے والے لوگ اسے سمجھ لیتے۔

۲۔ لئن لم ینتہ المنافقون والذین فی قلوبھم مرض والمرجفون فی المدینۃ لنغرینّک بھم ثم لا یجاورونک فیھا الا قلیلا ملعونین اینما ثقفوا (احزاب ۸۶) اگر یہ منافق لوگ اور وہ لوگ جن کے دلوں میں یہ بیماری ہے۔ اور جو مدینہ میں جھوٹی افواہیں پھیلانے والے ہیں۔ اپنی عادت سے باز نہ آئے۔ تو ہم تجھے ان کے خلاف کارروائی کرنے پر مامور کریں گے۔ پھر وہ ایک قلیل وقت کے سوا کوئی سہارا حاصل نہیں کریں گے۔ اور ان پر لعنت پڑے گی۔ جہاں بھی یہ ہوں گے۔

۳۔ یا ایھا الذین اٰمنوا ان جاءکم فاسق بنبا فتبیّنوا۔ (حجرات ۱۴) اے مومنو اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے۔ تو تم اس کی تحقیق کر لو۔

۴۔ ولولا اذ سمعتموہ قلتم مایکون لنا ان نتکلم بھٰذا سبحانک ھٰذا بہتان عظیم (نور ۲۶) اور جب تم نے ایسی افواہ کو سنا تھا۔ تو کیوں نہیں کہہ دیا۔ کہ ہم اس کے متعلق کوئی گفتگو نہیں کرتے۔ اللہ تعالےٰ پاک ہے یہ تو ایک بڑا بہتان ہے۔

پس جھوٹی افواہیں پھیلانا بہت بڑا گناہ ہے۔ اس سے بچنا چاہیئے۔ اس ضمن میں یہ بات بھی مدنظر رکھنی چاہیئے۔ کہ ایسی افواہ دوسروں سے سنکر بھی آگے نہیں پھیلانی چاہیئے۔ بلکہ قرآن مجید کی تعلیم کے مطابق ذمہ وار لوگوں تک پہنچا دینی چاہیئے۔ تاکہ وہ اسکی تحقیق کر لیں۔

اتہام لگانا

(۱۹)

بے گناہ اور شریف لوگوں کو بدنام کرنے کے لئے جھوٹے الزام لگانا نہایت ہی خطرناک جرم ہے۔ شریر اور کمینہ خصلت لوگ اس جرم کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اسلام کی تعلیم ان لوگوں سے قطعی بیزاری کا اعلان کرتی ہے۔ اور اگرچہ ایسے لوگ بھی بظاہر مسلمان کہلانے والے ہوں۔ مگر حقیقۃً وہ مسلمان نہیں ہیں۔ بلکہ اسکی تعلیم سے منکر اور باغی ہیں۔ ایسے لوگ اگر اپنی اصلاح نہ کریں۔ تو وہ اس قابل نہیں ہیں۔ کہ ان سے میل جول یا دیگر تعلقات رکھے جائیں۔ اللہ تعالےٰ اس کے متعلق قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

۱۔ والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بہتاناً واثماً مبیناً (سورۃ احزاب ع ۷) اور وہ لوگ جو مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بلا وجہ الزام لگا کر تکلیف پہنچاتے ہیں۔ انہوں نے بہتان باندھا۔ اور کھلے گناہ کا ارتکاب کیا۔

۲۔ ومن یکسب خطیئۃً او اثماً ثم یرم بہ بریئاً فقد احتمل بہتاناً واثماً مبیناً۔ (سورہ نساء ع ۱۶) اور جس شخص نے کوئی برا اور گناہ کا کام کیا۔ اور پھر اس کے بعد کسی بے قصور انسان پر اس کا الزام لگا دیا۔ تو ایسا شخص بہتان باندھنے والا اور کھلے گناہ کا مرتکب ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۳- ان الذین یرمون المحصنٰت الغافلات المؤمنات لعنوا فی الدنیا والاٰخرۃ ولھم عذاب عظیم۔ (سورۃ نور ۳۴) وہ لوگ جو پاکدامن اور بے خبر مومن عورتوں پر بہتان باندھتے ہیں۔ وہ دنیا اور آخرت میں لعنت کئے گئے۔ اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔

آج کل دوسروں پر الزام لگانے کی وبا بہت بڑھی ہوئی ہے۔ اور معمولی معمولی باتوں پر دوسروں کو متہم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ حالانکہ شریعت کسی اتہام کو بغیر ثبوت کے قبول نہیں کرتی۔ بلکہ اگر کوئی شخص اتہام لگا کر اس کا ثبوت پیش نہیں کرتا۔ تو اسے مجرم سمجھکر سزا کا مستحق قرار دیتی ہے۔ بغیر ثبوت کے اتہام لگانے سے قوم کے اخلاق پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔ اور اس کے افراد جھوٹے اور بے جا الزام لگانے میں دلیر ہو جاتے ہیں۔ اور اخلاقی لحاظ سے وہ قوم نہایت ہی پستی میں گر جاتی ہے۔

۱- آنحضرت صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے عہد مبارک میں ایک شخص نے ایک عورت کے متعلق اتہام لگایا۔ تو آنحضرتؐ نے اس کو اتہام کی حد لگائی۔ جو کہ اسّی کوڑے تھے۔

۲- حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں۔ کہ مجھ پر جب بعض لوگوں نے اتہام لگایا۔ اور خدا تعالےٰ نے میری برأت کر دی۔ تو اس وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم منبر پر تشریف لائے۔ اور اس برأت کا اظہار فرمایا۔ اس کے بعد جو دو شخص اور ایک عورت اس اتہام میں شریک تھے۔ ان کو حد لگائی گئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کے متعلق بیان فرماتے ہیں۔ "جو شخص کسی پر تہمت لگاتا ہے۔ وہ مرتا نہیں۔ جب تک اس میں گرفتار نہ ہو جائے۔" پس اس مذموم اور بُری عادت سے اجتناب کرنا اور دوسروں کو بھی اس سے بچانا ہر ایک انسان کا فرض ہے

جاوا کا ہفتہ

فاروق کے خصوصی نامہ نگار کی چٹھی

ڈچ ایسٹ انڈیز میں سے جاوا اور سماٹرا دو جزائر ہیں۔ جہاں کہ بفضل تعالےٰ پیغام احمدیت بذریعہ مبلغین احمدیت پہنچ چکا ہے۔ سماٹرا میں احمدیت ان جزائر میں سے سب سے پہلے پہنچی آج سے تقریبًا پندرہ سال پیشتر معظمی جناب مولوی رحمت علی صاحب مولوی فاضل پہلے مبلغ تھے۔ جن کو حضور پرنور خلیفۃ المسیح الثانی نے سماٹرا روانہ فرمایا تھا۔ اور آج خدا تعالےٰ کے فضل سے جاوا اور سماٹرا میں چھ مبلغین صداقت احمدیت کو پھیلانے میں کوشاں ہیں۔ اب خاصکر ان دونوں جزائر میں تعلیم یافتہ طبقہ احمدیت کے نام سے بخوبی واقف ہے۔ اور یہاں کے ہائی سکولوں میں ملکی حالات کے پڑھاتے وقت احمدیت کے مختصر سے حالات بھی پڑھائے جاتے ہیں۔ دیگر بعض جزائر میں بھی اخبارات یا لوگوں کی آمد و رفت کی وجہ سے کسی حد تک احمدیت کا نام پہنچا رہتا ہے۔

جزیرۂ جاوا ان تمام جزائر میں سے اہم ترین ہے چونکہ گورنمنٹ کے ہیڈ آفس یہاں ہی ہیں۔ اعلےٰ تعلیم کا مرکز یہی ہے۔ تجارتی فرموں کا قیام بھی اسی جزیرہ میں۔ دیگر مذہبی و سیاسی و تمدنی انجمنوں کے مرکز بھی اسی جزیرہ میں ہیں۔ جس طرح کہ انڈیا میں اس جزیرہ کے نام سے لوگ کثرت سے آشنا ہیں۔ ہندوستان میں تو یہ جزیرہ بوجہ اسکی پیداوار اور نیز دیگر کے مشہور ہے۔

گر اس جزیرہ میں ہندوستان مذہبی لحاظ سے مشہور ہے۔ یہاں پر ہندو مذہب یا بدھ مذہب یا اسلام کی تعلیم کو لانے والے ہندوستانی لوگ ہی تھے۔ اور یہ امر تواریخ سے بھی ثابت ہے۔ مگر ان لوگوں میں اور خاصکر دقیانوسی طرز کے لوگوں میں یہ بات بہت حد تک تسلیم کی جاتی ہے۔ کہ پہلے اس جزیرہ میں انسان نہ تھے۔ اور ہندوستانی لوگوں نے ہی اپنے ملک سے لوگ لاکر یہاں آباد کئے۔ اور یہ جزیرہ جو کہ ایک بالکل دہشتناک جنگل کی طرح ویران پڑا تھا اور درندوں سے پُر تھا۔ ان لوگوں نے محنت سے صفا کیا۔ اور یہاں پر شہر آباد کئے۔ اور ان لوگوں میں مشہور ہے۔ کہ اس جزیرہ کا تعلق چینی لوگوں اور ہندوستان سے قدیم ترین ہے۔ اور یہ امر تواریخ سے بھی ثابت شدہ ہے۔ یہاں کی طرز رہائش۔ عادات۔ زبان اور مذہبی حالات کا بہ نظر عمیق مطالعہ کرنے سے بالکل صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے۔ کہ واقع میں ان لوگوں پر مذہب ہندو اور بدھ کا کافی اثر موجود ہے۔ گو اب تقریبًا ۹۰ فی صدی سے زائد باشندے مسلمان ہیں۔ بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہاں کے لوگ تمام کے تمام مذہب اسلام کے ہی پیرو ہیں۔ گو کافی حصہ صرف نام کا ہی مسلمان ہے۔ اب غیر ممالک کے لوگ بکثرت یہاں پر آباد ہیں۔ چینی تو اس کثرت سے ہیں۔ کہ کوئی چھوٹے سے چھوٹا گاؤں ایسا نہیں۔ جو کہ خواہ کسی جنگل میں آباد پہاڑی پر ہو۔ کہ وہاں چینی دوکاندار یا بالفاظ دیگر "بنیا" موجود نہ ہو۔ اور اشیاء خوردنی و رہائشی ہی وہ فروخت کرتے ہیں۔ اور سودی روپیہ بھی چلاتے ہیں۔ بعد اس کے غیر ممالکی لوگوں میں سے یہاں پر ڈچ لوگ اور عرب لوگ ہیں۔ عرب زیادہ تر تجارت پیشہ اور سود خوار ہیں۔ چینی طبقہ بہت تعلیم یافتہ ہے۔ مگر عربوں میں سے شاذ و نادر ہی کوئی اچھی تعلیم والا پایا جاتا ہے۔ میرے علم میں صرف ایک ہی عرب نوجوان ہے۔ جو کہ لاء کالج کا طالبعلم ہے۔ اور ان کو میں نے زبانی طور پر کافی تبلیغ کی ہے۔ اور بعض کتب بھی سلسلہ کی بغرض مطالعہ دی ہیں۔ اور وہ احمدیت کے مداح بھی ہیں۔ علاوہ ان کے کسی کو علم نہیں۔ کہ کوئی عرب اعلےٰ تعلیم کے لئے لاء کالج یا میڈیکل کالج یا انجینئرنگ کالج یا ٹریننگ کالج میں تعلیم یافتہ ہو۔ گو اب عربوں نے چھوٹے چھوٹے سکول خود کھول لئے ہیں۔ یہاں کے اصل باشندوں اور چینیوں میں تعلیم یافتہ تقریبًا ایک جتنا ہیں۔ بلکہ اگر زیادہ تحقیق کی جائے۔ تو شاید چینی لوگ زیادہ تعلیم یافتہ ہوں بہ نسبت اصلی باشندوں کے۔ ہندوستانی لوگ یہاں پر کافی ہیں۔ جو کہ مختلف کام کرتے ہیں۔ تاجر پیشہ ہندوستانی لوگ اکثر بمبئی اور گجرات کاٹھیاواڑ کے لوگ ہیں۔ پنجابی لوگ تاجر پیشہ زیادہ تر ... کا کام کرتے ہیں۔ یا بعض چھوٹی چھوٹی کپڑے وغیرہ کی دوکانیں کھولے ہوئے ہیں۔ یا بعض سکھ اصحاب پہرہ داری کا کام کرتے ہیں۔ مگر اکثر پنجابی لوگ حکمت کا کام کرتے ہیں۔ اور نجوم کا کام کرنے والے بھی پائے جاتے ہیں۔ یہاں کے اصلی باشندے زیادہ تر کاشتکاری کرتے ہیں۔ یا گورنمنٹ یا دیگر دفتروں میں ملازمت پیشہ ہیں۔ بعض تاجر پیشہ بھی ہیں۔ مگر بہت ہی قلیل تعداد میں۔ یہاں پر چار قسم کی ملکی زبانیں ہیں۔ یعنی سونڈہ۔ جاوا۔ ملائی۔ اور مادورا۔ یہ چار زبانیں اسی جزیرہ کے باشندوں کی ہیں۔ اور ملائی زبان تمام ان جزائر میں سمجھی جاتی ہے۔ اور بتاویا اور اس کے گرد و نواح کی زبان تو صرف ملائی ہی ہے۔ ویسٹ جاوا میں سونڈا زبان بولی جاتی ہے۔ اور 7½ million لوگ اس زبان کو بولنے والے ہیں۔ مگر مڈل جاوا اور ایسٹ جاوا میں جاوا زبان بولی جاتی ہے۔ اور کتب سے واضح ہے۔ کہ اس زبان کے بولنے والے کم و بیش 24 million لوگ ہیں۔ باقی رہی مادورا زبان اس کے بولنے والے بھی صرف ایسٹ جاوا کے ساحل سمندر کے قریب ہی پائے جاتے ہیں۔ مڈل جاوا میں جاوی زبان زیادہ اعلےٰ ہے بہ نسبت ایسٹ جاوا کی جاوی زبان کے۔ چونکہ مڈل جاوا میں ابھی تک دو ملکی ریاستیں ہیں۔ جن کا نام "سولو" اور "جوگجا" ہے۔ اس لئے اس علاقہ میں جاوی زبان کو زیادہ رسوخ بھی حاصل ہے۔ اور مڈل جاوا کے لوگ ایسٹ جاوا میں ویسٹ جاوا کی نسبت بکثرت آتے جاتے اور آباد ہیں۔ یعنی مڈل جاوا اور ایسٹ جاوا میں طرز تمدن و زبان ایک ہی قسم کا ہے۔ صرف مڈل جاوا زیادہ اعلےٰ اور اچھا ہے بہ نسبت ایسٹ جاوا کے۔ یہ جزیرہ ایک خوشگوار اور سرسبز جزیرہ ہے۔ پہاڑیاں بھی کثرت سے موجود ہیں۔ بعض آتش فشاں بھی ہیں۔ پہاڑی علاقے اکثر ٹھنڈے ہیں۔ اسلئے صحت افزا مقام پہاڑیوں پر واقع ہیں۔ عام طور پر اس جزیرہ کی آب و ہوا گرم مرطوب ہی ہے۔ عام طور پر گرمی ہی رہتی ہے۔ گو خفیف سی تبدیلی موسم میں ہوتی بھی ہے۔ اسلئے زیادہ گرم کپڑے کا استعمال نہیں ہوتا۔ اور ان لوگوں کا ملکی لباس دھوتی ہی ہے۔ اوپر کے لئے چھوٹا کوٹ نما کرتہ استعمال کرتے ہیں۔ جو کہ اپنے اپنے علاقہ کی وجہ سے مختلف قسم کے ہوتے ہیں۔ اور سر پر یا تو چھوٹی سی ٹوپی پہنتے ہیں۔ اور یا پھر ایک پھولدار کپڑا چھوٹی سی پگڑی کی مانند بنا کر استعمال کرتے ہیں۔ اور یہاں کی اصل تحریر ہندی مانند کے حروف میں ہوتی ہے۔ جو کہ ابھی تک سکولوں میں پڑھائی جاتی ہے۔ یہاں پر زیادہ تر خوشخطی کا بہت خیال رکھا جاتا ہے۔ اسلئے اکثر لوگ خوشخط تحریر کرتے ہیں۔

ان تمام جزیروں میں سے جاوا ہی سب سے زیادہ گنجان آباد جزیرہ ہے۔ اور اس جزیرہ کے لوگ دیگر تمام جزیروں سے زیادہ تعلیم یافتہ ہیں۔ اور پھر جاوا میں سے ویسٹ جاوا کے لوگ اس کے دیگر حصوں سے زیادہ تعلیم یافتہ اور ترقی یافتہ ہیں۔ اور ویسٹ جاوا ہی ان تین حصوں میں سے بڑا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ قسط میں ایک ایک کرکے یہاں کے تمام حالات پر خواہ تمدنی ہوں سیاسی یا مذہبی یا تجارتی سب پر روشنی ڈالنے کی کوشش کروں گا۔ احباب جماعت کی ترقی کے لئے بہت دعا فرمائیں۔ کہ خدا نصرت ...

(M. A.)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صحت کے متعلق چند ضروری باتیں

(از دفتر کمشنر اصلاح دیہات پنجاب لاہور)

صحت انسان کے لئے ایک نعمت عظمیٰ ہے۔ اسی لئے کہا ہے۔ کہ تندرستی ہزار نعمت ہے۔ ایک تندرست اور تنومند آدمی سب کچھ کر سکتا ہے۔ لیکن ایک بیمار آدمی کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ بلکہ وہ دوسروں کے لئے ایک مصیبت ہوتا ہے۔ اس لئے ہر فرد بشر کو اپنی صحت قائم رکھنے کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔

پنجاب میں مندرجہ ذیل چیزیں ہیں۔ جن کی طرف توجہ نہ کرنے سے آدمی بیمار رہتے ہیں

(۱) ایسے پانی کا استعمال جس میں جراثیم پائے جاتے ہیں۔

(۲) کوڑا کرکٹ کے سنبھالنے کا صحیح طریقہ استعمال نہ کرنا۔

(۳) بیماریاں پھیلانے والے کیڑوں کو نہ مارنا

(۴) کم روشنی اور غیر ہوادار مکانوں میں رہنا۔

سوال یہ ہے۔ کہ ان باتوں سے نجات کیسے مل سکتی ہے۔ اس کا جواب ذیل میں درج ہے

پانی ہمیشہ نل کا پینا چاہیئے۔ اور نل زمین کی پتھریلی تہ کو توڑ کر بور کیا جائے۔ کیونکہ جو پانی دو پتھریلی تہوں کے نیچے ہوتا ہے۔ وہ سب سے اچھا ہوتا ہے۔

بالفرض اگر کبھی کنوؤں یا جوہڑوں کا پانی استعمال کرنا پڑے۔ تو اسے ابال کر پینا چاہیئے۔ جس وقت موسم تبدیل ہو۔ کنوؤں میں پوٹاسیم ڈال دینی چاہیئے۔ اس کی مقدار چھ اونس سے لے کر دس اونس تک ہے۔ چونکہ اس کا رنگ دیکھ کر زمیندار اعتراض کرتے ہیں۔ اسلئے ایک اور دوائی [illegible] پرکلورا جو بڑی زود اثر ہوتی ہے۔ ایک اونس تک ایک کنوئیں میں ڈالی جا سکتی ہے۔ اسکی قیمت پانچ آنے فی پونڈ ہے۔

پانی کی پہچان کے واسطے ایک مشین تیار ہو چکی ہے۔ اس میں پانی بھر کر پتہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ آیا پانی اچھا ہے یا نہیں۔ اسکی قیمت ۱۵/-/- روپے ہے۔

ملیریا۔ ملیریا ہمیشہ مچھر سے پیدا ہوتا ہے اسی لئے اس کا صحیح علاج یہ ہے۔ کہ مچھر کو مار دیا جائے۔ اور مچھر مارنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ غیر ضروری گڑھے پُر کئے جائیں۔ گندی نالیوں میں مٹی کا تیل چھڑکا جائے اور اگر کمرے میں مچھر پیدا ہو جائیں۔ تو فلٹ سے مارے جا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک انگریزی دوائی ہوتی ہے۔ جسے [illegible] کہتے ہیں۔ اگر ایک حصہ دوائی میں ۱۹ حصہ مٹی کا تیل چھڑکا جائے۔ تو بھی مچھر فوراً مر جائیں گے۔

پلیگ۔ پسوؤں سے پیدا ہوتی ہے۔ اور پسو چوہوں سے لہٰذا اس کے علاج کا سب سے اچھا طریقہ یہ ہے۔ کہ چوہے مارے جائیں وہ اس طرح مارے جا سکتے ہیں۔ کہ انہیں خوراک نہ دی جائے۔ کھانے پینے کا سامان رکھنے والے کمرے علیحدہ اور ایسے بنائے جائیں۔ کہ چوہے ان میں داخل نہ ہو سکیں۔ بالفرض اگر ہو جائیں۔ تو گیس مٹی جو کہ محکمہ حفظان صحت سے مفت مل سکتی ہے۔ ان کے بلوں میں رکھ کر جلا دی جائے۔ چوہے مر جائیں گے۔

جلسہ ہائے تحریک جدید ۱۵ اگست کی بجائے ۱۳ اگست کو کئے جائیں

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اس سال یوم تحریک جدید کی تاریخ مقرر کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ کہ اس سے پیشتر کم از کم تین جلسے کر کے جماعت میں بیداری پیدا کی جائے۔ ان جلسوں کی مقررہ تاریخ جو کہ بجائے ۱۵ اگست کے ۱۳ اگست ۳۹ء مقرر کی گئی ہے۔ قریب آ رہی ہے۔ جماعتوں کے سکرٹری صاحبان کا فرض ہے۔ کہ وہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے مطالبات تحریک جدید کو ہر ایک فرد جماعت تک پہنچا دیں۔ احباب کی سہولت کے لئے مطالبات کا خلاصہ بالترتیب شائع کیا جائے گا۔ انشاءاللہ۔

پہلا مطالبہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کا یہ ہے کہ کھانے میں سادگی پیدا کی جائے۔ اور ایک سے زیادہ سالن استعمال نہ کیا جائے۔ اگر مہمان بے تکلف ہو۔ تو اس کے لئے بھی ایک ہی کھانا ہو

دوسرا مطالبہ۔ تحریک جدید کا دوسرا مطالبہ امانت جائیداد کا ہے۔ جماعت کے مخلص اپنی آمد کا ⅕ سے ⅓ تک بیت المال میں جمع کرائیں۔ اس میں فائدہ یہ ہے۔ کہ احتیاط اور کفایت کے ساتھ دوست خرچ کر کے بچت کر سکیں گے۔ اور بعد میں یہ رقم نقدی یا جائیداد کی صورت میں واپس لے لیں گے۔ یہ چیز چندہ تحریک جدید سے کم اہمیت نہیں رکھتی۔ یہ چندہ نہیں اور نہ ہی چندہ میں وضع کیا جا سکتا ہے۔ اس فنڈ کے ذریعہ احرار کو خطرناک شکست ہوئی ہے۔ امانت فنڈ کی تحریک الہامی تحریک ہے۔

تیسرا مطالبہ۔ تحریک جدید کا تیسرا مطالبہ یہ ہے۔ کہ دشمن کے گندے لٹریچر کا جواب دے کر اپنے نقطۂ نگاہ کو احسن طور پر لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے

چوتھا مطالبہ یہ ہے۔ کہ نئے مشن قائم کئے جائیں۔ اور وہاں انگریزی دان اور عربی دان مبلغ بھیجے جائیں۔ جو حسب ہدایت کام کریں۔ الہام وسع مکانک میں بھی اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ لہٰذا نوجوانوں کو غیر ممالک میں جانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور اس کام کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنا چاہیئے۔

کوئٹہ میں بے روزگاری

کوئٹہ میں بے روزگاروں کی زیادتی کی شکایت ہے۔ حالانکہ وہاں تعمیرات مکرر کا کام ہو رہا ہے۔ جس میں مزدوروں کی کافی تعداد کھپ جاتی ہے۔ بے روزگاروں کی زیادتی کا باعث یہ ہے۔ کہ وہاں حد سے زیادہ مزدور کام مل جانے کی امید میں چلے گئے ہیں۔ اس لئے پنجاب کے لوگوں کو جو کام کی تلاش میں کوئٹہ جانے کا ارادہ رکھتے ہوں۔ جان لینا چاہیئے۔ کہ وہاں روزگار کا دائرہ پہلے ہی بہت تنگ ہے۔

ریاست حیدرآباد میں اصلاحات

حیدرآباد دکن میں آئینی اصلاحات کی سفارشات کے لئے ایک کمیٹی حضور نظام کے حکم سے ۲۲ ستمبر ۱۹۳۷ء کو مقرر ہوئی تھی۔ جس نے اپنی رپورٹ مکمل کر کے حضور نظام کی خدمت میں پیش کر دی ہے۔ اور اب ایک فرمان شاہی کے رو سے رپورٹ شائع کر دی گئی ہے۔

تجاویز اور سفارشات

رپورٹ نہایت مفصل اور جامع ہے۔ اور اس میں تمام امور کی ذرا ذرا سی تفصیل پر بحث کی گئی ہے۔ کمیٹی کی سفارشات اور تجاویز کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

کمیٹی کی رائے یہ ہے۔ کہ فرمانروا کے قطعی اور کامل اقتدار کے ماتحت حکومت کے ساتھ عوام کے مؤثر اشتراک عمل کی ضرورت ریاست کے داخلی اور خارجی استحکام کے لئے ناگزیر ہے۔

شہریت کے حقوق۔ جائز حدود میں ارتباط تقریر۔ تحریر اور تنقید عامہ کے حقوق کے استعمال کی آزادی ہونی چاہیئے۔

مفادات کی نمائندگی۔ اجتماعی اداروں کے انتظام میں عوام کی منتخبہ نمائندگی مؤثر ہونی چاہیئے۔ اور کمیٹی کی یہ بھی قطعی رائے ہے۔ کہ ایسی نمائندگی فرقہ دار یا علاقہ دار انتخابات کے ذریعہ نہیں ہونی چاہیئے۔ بلکہ جہاں تک حالات اجازت دیں۔ یہ ایسے اداروں میں نمائندگی کا انتظام مختلف معاشی اور دوسرے اغراض اور مفادات کی منظم انجمنوں کے ذریعہ ہونا چاہیئے۔

مجلس قانون ساز

ریاست کی موجودہ قانون ساز مجلس میں اس طرح ترمیم کی جائے۔ کہ اس میں غیر سرکاری عنصر کی اس طرح توسیع کی جائے۔ کہ مختلف مفادات کی مؤثر انتخابی نمائندگی کی گنجائش فراہم ہو سکے۔ کمیٹی کی تجویز ہے۔ کہ مجلس قانون ساز ۷۷ ارکان پر مشتمل ہو۔

مجلس مقننہ کی تشکیل کے بارے میں حضور نظام نے اپنے فرمان شاہی میں یہ تجویز فرمائی ہے۔ کہ اس کے ۴۲ ارکان منتخب ہوں۔ اور ان کا انتخاب حسب ذیل طریق پر عمل میں لایا جائے۔

(۱) والیانِ سمستان و جاگیرداران (۲) معاش داران - ۳ (۳) زراعت پیشہ زراعت پیشہ میں سے پٹہ دار ۸ اور کاشتکار ۸- کل ۱۶- (۴) مزدوری پیشہ مناورت (۵) صنعت وحرفت ۲ (۶) تجارت ۲ (۷) بنک کاری ۲ (۸) پیشہ وکالت ۲- (۹) پیشہ طبابت ۲ (۱۰) گریجوایٹ ۲- (۱۱) مجلس اضلاع ۲ (۱۲) اضلاع کے بلدیات اور قصباتی کمیٹیاں ۲ (۱۳) بلدیہ حیدرآباد ۲-

نامزد ارکان۔ اور مجلس مقننہ کے ۳۳ ممبر حسب ذیل طریق پر نامزد کئے جائیں۔

۵- ارکان ذیل کے علاقوں سے۔

ا- ہر سہ پائیگاہ ۳ (ب) علاقہ پیشکاری ۱ (ج) علاقہ سالار جنگ ۱- اور ۲۸ ارکان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سرکار عالی کی طرف سے جن میں ۱۴ سرکاری اور ۱۴ غیر سرکاری ارکان ہوں گے۔

ارکان متذکرہ صدر کے علاوہ ارکان باب حکومت اور صرف خاص کے ۳ نمائندے جن کو حضور نظام مقرر کریں گے۔ مجلس مقننہ کے ارکان ہوں گے۔

مشاورتی مجالس

اصلاحاتی کمیٹی نے سفارش کی ہے۔ کہ وہ نظم ونسق میں عوام کے اشتراک عمل کی غرض سے چند مشاورتی کمیٹیاں بنائی جائیں۔ اس سلسلے میں ایک تعلیمی کمیٹی بھی ہوگی۔ اس کمیٹی کے ماتحت چند اور کمیٹیاں بنائی جائیں۔ جو ابتدائی تعلیم۔ ثانوی تعلیم۔ تعلیم بالغان۔ ٹیکنیکل اور صنعتی تعلیم۔ جسمانی تعلیم نسوان اور پست اقوام کی تعلیم سے متعلق امور میں مشورے دیں گی۔

مذہبی شکایات

کمیٹی نے ایک سفارش یہ بھی کی ہے۔ کہ یہ معلوم کرنے کے لئے کہ حقیقت میں عوام کو حکومت سے مذہبی شکایات ہیں۔ حکومت ایک کمیشن مقرر کرے۔ اور اس تحقیقات کے نتائج کی روشنی میں ایسی انسدادی تدابیر کی سفارش کرے۔ جن کے بروئے عمل لانے کی ضرورت ہے۔

باشندوں کی مقامی ضروریات

ایک نہایت مفید تجویز یہ بھی پیش کی گئی ہے۔ کہ ہر ضلع میں سالانہ کانفرنس منعقد کی جائے۔ جس کی صدارت صوبہ کا صوبیدار کرے۔ اور اس کانفرنس میں ضلع کے باشندے اپنی مقامی ضروریات کا اظہار کر سکیں۔

پنچائتیں اور عدالتی پنچ

کمیٹی نے ایسے دیہات میں جن کی آبادی ایک ہزار اور ۵ ہزار کے درمیان ہے۔ پنچائتیں قائم کرنے کی سفارش کی ہے۔

بلدیات اور قصباتی کمیٹیاں

جن قصبوں کی آبادی ۵ ہزار اور ۱۵ ہزار کے درمیان ہے۔ وہاں قصباتی کمیٹیاں اور جن اضلاع کی آبادی ۱۵ ہزار سے اوپر ہو۔ وہاں بلدیات قائم کرنے کی سفارش کی ہے۔ بلدیہ حیدرآباد کے متعلق خاص طور پر سفارش کی گئی ہے۔ کہ اس کے ارکان کی تعداد ۳۶ سے ۴۰ کر دی جائے۔ طریق انتخاب دیگر انتدابی اداروں کی مانند حلقہ وار کے بجائے مفادات کی بنا پر رائج کیا جائے۔ اور بلدیہ کا صدر کوئی غیر سرکاری نامزد رکن مقرر کیا جائے

اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو خدا تعالےٰ کے فضلوں کا وارث کرو

سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے اس ارشاد پر کہ ہر جماعت اور اس کا ہر فرد کوشش کرے۔ کہ وہ اپنے تحریک جدید کے وعدے ۱۲ اگست (جو جلسوں کی تاریخ ہے) تک پورے کر دیں۔

تحریک جدید کا وعدہ تو ایسا ہے۔ کہ ہر وعدہ کرنیوالے کی یہ شدید خواہش ہے۔ کہ اس کا نام "سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پانچہزار سپاہیوں والی پیشگوئی کے پورا کرنے والوں" میں آجائے۔ اور اس کے لئے نہ صرف "سال پنجم" کے وعدوں کو پورا کرنے کی احباب کوشش کرتے ہیں۔ بلکہ بعض وہ احباب جن کے گذشتہ سالوں میں کوئی کمی ہے۔ وہ اس کمی کو بھی پورا کرتے ہیں۔ تا پانچ سالہ فہرست میں ان کا نام بھی لکھا جائے۔ کیونکہ اس پیشگوئی کے پورا کرنے والے حقیقی طور پر وہی ہیں۔ جو دس سال تک متواتر حصہ لیتے رہے ہوں۔ پس ہر شہری اور زمیندارہ جماعت کو یہ کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ اس کا وعدہ اگست میں سو فی صدی پورا ہو جائے۔ بلکہ گذشتہ سالوں میں بھی اگر کسی کی کمی ہے۔ تو اس کا بھی ازالہ ہو جائے۔ زمیندارہ جماعتوں کے وعدے عام طور پر جون اور جولائی میں پورے ہونے والے تھے۔ بعض نے تو اپنے وعدوں کو پورا کیا ہے۔ مگر کئی زمیندار جماعتیں ایسی ہیں۔ کہ انہوں نے توجہ نہیں کی۔ انہیں چاہیئے۔ کہ اگست میں اپنے وعدوں کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔ اور ہر جماعت اور اس کے ہر کارکن کو حضور کا مندرجہ ذیل ارشاد یاد رکھنا چاہیئے۔

"یاد رکھو خدا تعالےٰ کے کام ہو کر رہیں گے۔ بندوں کی سستی یا غفلت ان میں کوئی حرج پیدا نہیں کر سکتی۔ وہ جو سستی کرتا ہے۔ خود اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ اور اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو خدا تعالےٰ کے فضلوں سے محروم کرتا ہے۔ خدا تعالےٰ کا دین زید یا بکر کا محتاج نہیں۔ اگر زید یا بکر پہلی آواز دینے والوں میں سے نہیں۔ تو خدا تعالےٰ دوسرے ثواب کی پہلی آواز بھی انہیں تک پہنچاتا ہے۔ لیکن اگر وہ اس آواز کو نہ سنیں۔ اور اسکی طرف سے اپنے کان بہرے کر لیں۔ تو پھر وہ دوسرے شخصوں کو آگے لے آتا ہے۔ تاکہ وہ اپنے دین کی خدمت کریں۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کی فوج میں تھک جانیوالے اور ملال پیدا کرنے والے اور ہتھیار پھینک دینے والے اور نتائج کے متعلق جلد بازی کرنے والے کبھی قبول نہیں ہوتے"

پس زمیندار اور شہری جماعتوں کو غفلت اور سستی کو چستی سے بدل کر تحریک جدید کے وعدوں کو اگست میں ہی سو فی صدی پورا کرنے کی پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ توفیق عطا فرمائے۔ والسلام۔ (خاکسار برکت علی خاں فنانشل سکرٹری تحریک جدید)

لازمی چندہ (چندۂ عام و حصہ آمد) کی فرضیت

احباب کو معلوم ہے۔ کہ چندہ عام (جس میں حصہ آمد بھی شامل ہے) ایک لازمی اور مستقل چندہ ہے۔ اور مالی قربانیوں میں سب سے اہم اور مقدم ہے۔ اسکی باقاعدگی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس قدر تاکید فرمائی ہے۔ کہ:۔

"جو شخص تین ماہ تک چندہ نہ دے گا۔ اس کا نام سلسلۂ بیعت سے کاٹ دیا جائیگا۔ اور اس کے بعد کوئی مغرور اور لاپروا جو انصار میں داخل نہیں۔ اس سلسلہ میں ہرگز نہ رہ سکے گا۔"

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے تحریک جدید کا مطالبہ جماعت سے کرتے وقت ارشاد فرمایا۔

"ہر وہ شخص جس کے ذمہ (لازمی) چندوں میں سے کوئی نہ کوئی بقایا ہے۔ ہر وہ جماعت جس کے چندوں میں بقائے ہوں۔ وہ فوراً اپنے بقائے پورے کر دے۔ اور آئندہ کے لئے چندوں میں باقاعدگی کا نمونہ دکھلائیں۔ جو جماعتیں میرے اس حکم کے مطابق اپنے اپنے بقایوں کو ادا کرتے ہوئے (لازمی) چندوں میں باقاعدگی اختیار کریں گی۔ میں سمجھوں گا۔ کہ انہوں نے اپنے اقرار کو پورا کیا اور آئندہ کی جدوجہد میں ان پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔" پھر فرمایا۔ کہ "تحریک جدید میں صرف انہی لوگوں کا چندہ لیا جائے گا۔ جو اپنے (لازمی چندوں کے) بقائے ادا کر دیں گے۔ اور مستقل چندے بھی پوری شرح سے دیں گے۔"

اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ آیا جماعت حضور کی ہدایات مندرجہ بالا پر پوری تعمیل کر رہی ہے۔ یا نہیں۔ اگر کوئی دوست ایسے ہوں۔ جو لازمی چندوں کو چھوڑ کر یا کم کر کے طوعی تحریکات میں حصہ لے رہے ہوں۔ تو ان کی توجہ حضور کے ارشادات کی طرف منعطف کراتے ہوئے التماس ہے۔ کہ وہ فوراً اپنے اپنے بقائے اور چندہ سال حال پورا کرنے کی طرف متوجہ ہوں۔ (ناظر بیت المال)

احمدیہ سٹار ہوزری

یہ معلوم کر کے افسوس ہوا ہے۔ کہ اکثر دوستوں نے سٹار ہوزری سے مال خریدنا بند کر دیا ہے۔ حالانکہ جماعت کے نمائندے سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ کے ساتھ سٹار ہوزری کے ساتھ تعاون کا وعدہ دوران مشاورت میں کر چکے ہیں۔ بنا بریں میں دوستوں کو حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے تازہ ارشاد کے ماتحت توجہ دلاتا ہوں۔ کہ سٹار ہوزری قومی سرمایہ سے قائم شدہ ہے اس کے ساتھ تعاون کرنا چاہیئے۔ اور اپنے کارخانہ کی ترقی کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔ نیز مقامی اور بیرونی احمدی دوکانداروں کو بھی توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ وہ اس کے ساتھ پورے تعاون سے کام لیں۔ اور قومی کارخانہ کو فروغ دیں۔ (ناظر امور عامہ)

ضلع گورداسپور کی زمیندار جماعتوں کی توجہ کے لئے ضروری اعلان

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت ضلع گورداسپور کی جماعتوں سے چندہ جلسہ سالانہ میں غلہ کا مطالبہ کیا جا چکا ہے۔ جس کے لئے جماعتوں میں الگ تحریک بھی بھجوائی گئی ہے۔ اور اخبارات میں بھی اعلان ہو چکا ہے۔ لیکن ابھی تک جماعتوں نے چندہ جلسہ سالانہ کا غلہ بھجوانا شروع نہیں کیا ہے۔ لہٰذا بذریعہ اعلان ہذا احباب اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک نہایت محفوظ اور نفع مند کاروبار

دوست عموماً دریافت کرتے رہتے ہیں۔ کہ انہیں کوئی ایسا کاروبار بتایا جاوے۔ جو ایک طرف تو محفوظ ہو۔ اور اس میں خطرے کا احتمال کم ہو۔ اور دوسری طرف اس میں نفع کی بھی کافی توقع ہو۔ یہ ہر دو فائدے عموماً ایک جگہ جمع نہیں ہوا کرتے۔ یعنی بعض تجارتیں نفع مند بہت ہوتی ہیں۔ مگر ان میں خطرے کا پہلو کافی غالب ہوتا ہے۔ اور بعض میں خطرے کا پہلو تو کم ہوتا ہے۔ مگر ساتھ ہی نفع کی توقع زیادہ نہیں ہوتی۔ اور ایک حد تک اصولاً یہ درست بھی ہے۔ کہ جہاں کاروبار محفوظ ہو۔ وہاں کسی قدر نفع کی شرح گر جاتی ہے۔

لیکن حال ہی میں خدا کے فضل کے ماتحت سندھ میں ایک جننگ فیکٹری جاری کی گئی ہے۔ جس میں کپاس کے بنولوں کو جدا کرنے کا کام ہوتا ہے۔ اس کارخانہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ اور صدر انجمن احمدیہ کا بھی حصہ ہے۔ سندھ کا علاقہ چونکہ کپاس کے لئے خاص شہرت رکھتا ہے۔ اور اس میں اعلےٰ قسم کی کپاس کثرت کے ساتھ پیدا ہوتی ہے۔ اور خدا کے فضل سے اس علاقہ میں سلسلہ نے نہایت وسیع پیمانہ پر اراضیات بھی حاصل کی ہیں۔ اس لئے یہ کارخانہ نہایت محفوظ حالت میں ہے۔ کیونکہ اپنی اسٹیٹوں کی پیداکردہ کپاس ہی اس کے لئے بڑی حد تک کافی ہو جاتی ہے۔ یہ کارخانہ ایک لاکھ سے زائد روپیہ میں اعلےٰ درجہ کی مشینری سے قائم کیا گیا ہے۔ اور ریلوے سٹیشن کے بالکل ساتھ ہے۔ اور امید کی جاتی ہے۔ کہ انشاء اللہ اس میں معقول منافع ہوا کرے گا۔ پس جو احباب محفوظ اور نفع مند کاروبار میں اپنا روپیہ لگانا چاہیں۔ ان کے لئے یہ ایک نہایت عمدہ موقع ہے۔ کہ اس جننگ فیکٹری کے حصص خرید لیں۔ فی حصہ دس روپے قیمت مقرر ہے۔ لیکن عام حالات میں ایک سو حصوں سے کم حصہ فروخت نہیں کیا جاتا۔ البتہ خاص حالات میں پچاس حصے تک بھی فروخت ہو سکتے ہیں۔ جو دوست اس کاروبار میں شریک ہونا چاہیں۔ وہ بہت جلد خاکسار کے ساتھ خط و کتابت فرمائیں۔

فرزند علی عفی عنہ سکرٹری بورڈ آف ڈائرکٹرس سندھ جننگ فیکٹری کنری سندھ

(صدر دفتر قادیان دارالامان)

آل انڈیا نمائشوں میں انعام حاصل کرنے والی
فلیویا رجسٹرڈ

ہر عمر کا مرد اس دوائی کی ایک گولی سے اس قدر مردمی طاقت حاصل کرتا ہے۔ جو تجربہ سے ظاہر ہوگی۔ جملہ اعضائے رئیسہ کے لئے یہ دوائی اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ مردانہ قوت کا بینظیر علاج ہے۔ قیمت فی پیکٹ عہ محصول ڈاک ۸/ر

فلیویا کیمیکل ورکس ۳۷ فرید کوٹ (پنجاب)

جماعتہائے احمدیہ ریاست بہاولپور کیلئے قابل تقلید نمونہ

جماعتہائے احمدیہ ریاست بہاولپور میں وفد خلافت جوبلی فنڈ نے زیر صدارت میجر محمد حسین صاحب چک ۱۲۲/۶R اپنا دورہ شروع کر دیا ہے۔ اور جماعتہائے چک ۱۵۲ ہارون آباد چک ۹۳/۶R اور چک ۱۲۲/۶R کے وعدوں کی فہرست ارسال فرمائی ہے۔ جس میں ۱۸/ -/ -/ روپیہ کا اضافہ ہوا ہے۔ (رائے) کہ زیادہ تفکرات اور جسم کی قوت سے وعدوں کی رقوم شکریہ کے ساتھ شائع کی جاتی ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ باقی جماعتہائے ریاست بہاولپور سے بھی توقع کی جاتی ہے۔ کہ وہ بھی وفد کے ساتھ پورا پورا تعاون کر کے اس تحریک میں حصہ لیں گی۔ اور ہر دوست کم سے کم اپنی ماہوار آمد کے برابر چندہ ادا کریگا۔ چک ۱۵۲ ہارون آباد ۱۱۹/ -/ چک ۹۳/۶R

۴۴ ادا کرتے ہیں۔ نیز استدعا کرتے ہیں۔ کہ آئندہ بھی ان کی صحت کے لئے دعائیں جاری رکھ کر ممنون فرماویں۔ نیز تحریر فرماتے ہیں کہ جیسا کہ اخبار میں اعلان ہو چکا ہے۔ کہ دونوں پھیپھڑوں میں T.B. کا اثر ہے۔ اصل میں وہ ڈاکٹری بڑھ کر کام کرنے سے دونوں پھیپھڑے Wound ہو گئے ہیں۔ اور بائیں میں Wound تھا۔ دائیں میں کوئی مرض یا نقص نہیں۔ بائیں میں بھی اب پہلے سے آرام ہے۔ تقریباً ڈیڑھ ماہ سے دورہ کی تکلیف * چلی آتی ہے۔ جو ہسٹیریا میں تبدیل ہو گئی ہے۔ جس کا علاج شروع ہے۔ اور اب خدا کے فضل سے آرام ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

دارالامان کا ہفتہ

(۱) سیدنا امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ ایام زیر اشاعت میں ۲۸ جولائی کو جمعہ پڑھانے کے لئے تشریف لائے۔ اور ۲۹ جولائی کو واپس بذریعہ کار دھرم سالہ تشریف لے گئے۔ اور پھر ۴ اگست کو جمعہ پڑھانے کے لئے تشریف لائے۔ حضور کی صحت بفضلہ تعالےٰ اچھی رہی۔ دھرم سالہ میں حضور ترجمہ قرآن میں مصروف رہتے ہیں۔ اور شام کو اندرون خانہ درس قرآن فرماتے ہیں۔ حضور کے جملہ اہلبیت مقیم دھرم سالہ بھی بخیریت ہیں۔ غالباً حضور کل ۶ اگست کو واپس دھرم سالہ تشریف لے جائیں گے۔

(۲) ایام زیر رپورٹ میں دو تین بارشیں خوب ہو گئیں۔ جس سے فصلوں کو فائدہ اور موسم میں خوشگواری ہو گئی۔ الحمد للہ۔

(۳) مبارکباد۔ قبلہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب سلمہ اللہ کا عقد ۲۹ جولائی ۱۹۳۹ء کو بعد نماز عصر رقیہ بیگم صاحبہ ہمشیرہ عبدالقدوس صاحب مالاباری ایجنٹ اخبارات قادیان کے ساتھ پانچ سو روپیہ مہر پر حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے خطبہ نکاح پڑھ کر باندھا۔ مفتی صاحب قبلہ کراچی میں ہیں۔ ان کی جانب سے حضرت مولوی شیر علی صاحب نے ایجاب قبول کیا۔ خاکسار ایڈیٹر فاروق مفتی صاحب کو اس نو عروسی پر مبارکباد عرض کرتا ہے۔

(۴) مکرمی محمد سو رو سو صاحب سابق پریذیڈنٹ جماعت پورو کو تو کو اب اللہ تعالےٰ کے فضل سے اور سیدنا حضرت امیر المؤمنین اور بزرگان جماعت کی دعاؤں سے اب آرام ہے۔ اور انہوں نے اب اپنے کام پر جانا شروع کر دیا ہے۔ وہ تمام احباب کرام اور حضور اقدس کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے ان کی صحت کے لئے دعائیں کیں۔ آئندہ بھی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کو خدمت سلسلہ کی مزید توفیق عطا فرمائے۔

(۵) جن احباب کرام نے سید شاہ محمد صاحب مجاہد جاوا کی صحت کے لئے دعائیں فرمائی ہیں۔ ان کی خدمت میں شاہ صاحب السلام علیکم عرض کرتے ہوئے ان کا شکریہ ۴۴ ... ہر دو صاحب (ایڈیٹر صاحب فاروق) کے خاص طور پر شکر گذار ہیں۔ کہ انہوں نے ان کے لئے خاص پرچہ میں خاص جگہ دعا کا اعلان فرمایا۔ (ناظر تحریک جدید)

عہدیداران جماعت کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ چندہ جلسہ سالانہ کا غلہ فراہم شدہ جلد مرکز میں بھجوا دیں۔ اور اگر ابھی تک کسی جماعت نے چندہ جلسہ سالانہ کا غلہ فراہم نہ کیا ہو۔ تو جلد فراہم کر کے مرکز میں بھجوا دیا جاوے۔ اسی طرح چندہ عام وغیرہ کا غلہ جو جمع کیا ہوا ہے۔ اسکو فروخت کر کے اسکی رقم جلد مرکز میں بھجوائی جاوے والسلام

(ناظر بیت المال)

درد گردہ یا گردہ کی پتھری

یہ دونوں نام در اصل ایک ہی بیماری کے ہیں۔ جب گردوں میں پتھری پیدا ہو جاتی ہے۔ تو شروع پیدا ہو جانے سے چنداں تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ ہاں اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ گردوں کی جگہ پر ذرا بوجھ سا ہے۔ گردوں کا مقام کمر سے ذرا اوپر ریڑھ کی ہڈی کے دائیں اور بائیں واقع ہے۔ جن کے گردوں میں پتھری ہوتی ہے۔ ان کو ہمیشہ یا کبھی کبھی قبض ہو جاتا ہے۔ یعنی پاخانہ کھل کر نہیں آتا۔ دیر تک بیٹھنا پڑتا ہے۔ اور بعض لوگوں کو کمر میں درد بھی رہتا ہے۔ گرم اور ترش چیزیں یعنی گوشت۔ سرخ مرچ اچار وغیرہ کھانے سے اور گرم موسم میں سفر کرنے سے پیشاب جل کر آتا ہے۔ اور بعض کو ریت سی چیز پیشاب میں خارج ہوتی ہے۔ لیکن جب پتھری سے چھوٹا سا ٹکڑا ٹوٹ کر پیشاب کی نالیوں میں پھنس جاتا ہے۔ تو پھر خدا کی پناہ شدت سے درد ہوتا ہے۔ جو برداشت سے باہر ہوتا ہے۔ اسی کا نام درد گردہ یا قولنج گردہ ہے۔

علاج:۔ ڈاکٹروں میں تو یہی مشہور ہے۔ کہ اپریشن سے پتھری نکال دی جائے۔ لیکن یہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ جان کا خطرہ اور خرچ زیادہ

ہمارا طرز علاج:۔ "پتھری توڑ عا"

یہ ایک خاص دوا ہے۔ جو اس بیماری کا کامیاب علاج ہے۔ اس کے استعمال سے پتھری گھل کر پیشاب کے ساتھ خارج ہوتی رہتی ہے۔ حتیٰ کہ ساری خارج ہو جاتی ہے اور گردے بالکل خالی ہو جاتے ہیں۔ یہ دوا تلخ اور بدمزا نہیں۔ قدرے نمکین ہے۔ جو آسانی سے کھائی جاتی ہے۔ تین ماہ تک کھانی چاہیئے۔ تین ماہ کی دوا کی قیمت چھ روپے ہے۔ اور اگر قبض بھی ہو۔ تو قبض کشا گولیاں عا کا استعمال کریں۔ ۶۰ گولیوں کی شیشی کی قیمت ایک روپیہ۔

دواخانہ و مطب حکیم مولوی نظام الدین صاحب مبلغ ممتاز الاطباء قادیان ضلع گورداسپور

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام مولوی عطاء اللہ خاں مولوی فاضل پرنٹر کے چھپوا کر میر قاسم علی ایڈیٹر و پبلشر نے فاروق منزل قادیان سے شائع کیا)